مؤلف

مولانا شعیب سرور

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور

مؤلف

مولانا شعیب سرور

بیت العلوم

۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور [illegible]

فہرست

مقدمہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ، و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیّاٰت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الٰہ الاّ اللّٰہ و نشھد انّ سیّدنا و سندنا و شفیعنا و مولانا محمد اعبدہٗ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اِنّ المسلمین و المسلمات و المؤمنین و المؤمنات و القٰنتین و القٰنتٰت و الصّٰدقین و الصّٰدقٰت و الصّٰبرین و الصّٰبرٰت و الخٰشعین و الخٰشعٰت و المتصدّقین و المتصدّقٰت و الصّآئمین و الصّٰئمٰت و الحٰفظین فروجھم و الحٰفظٰت و الذّاکرین اللّٰہ کثیرا و الذّٰکرٰت اعدّ اللّٰہ لھم مغفرۃً وّ اجراً عظیماً (صدق اللہ العظیم)

(الاحزاب: ۳۵)

بعد الحمد والصلوٰۃ!

دین اسلام ابدی صداقتوں اور لافانی حقیقتوں کا حامل دین ہے جس کی حقوق انسانیت کے تحفظ کا ضامن ہے۔ اور انسانی معاشرے کے ہر ہر گوشے کی فلاح و کامرانی کا مرکز و محور ہے۔ اس نے آکر انسانی معاشرے کو غلاظتوں سے پاک کر کے اسے صحیح رخ دیا، کفر و شرک کی تاریک رات سے توحید و رسالت کا سپیدہ سحر نمودار کیا، معاشرتی برائیوں، مثلاً ظلم و ستم، جور و جفا، قتل و غارت، ناانصافی و مفاد پرستی، نفرت و عداوت، بغض و عناد، فحاشی و عریانی، دھوکہ فریب اور خود غرضیوں اور جبر و دستیوں کی بیخ کنی کر کے، رحم و کرم، محبت و الفت، ہمدردی و پاسداری، عدل و انصاف اور شرم و حیاء کے گلشن آباد کر کے خطۂ ارضی کو ان کی جانفزا خوشبو سے مہکا دیا۔

دستور کی راہنمائی سے لبریز ہے اور ہر عورت آپؓ کے نقشِ قدم پر چل کر ان مقاصد کو حاصل کر سکتی ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس! کہ آج کتنی ہی مسلمان خواتین اسلام ہیں جو زندگی کے ہر ہر موڑ پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت مبارکہ سے روشنی حاصل کرتی ہیں! بلکہ صورتحال تو یہ ہے کہ آج کے مسلم معاشرے میں مغرب کی بدبودار تہذیب و تمدن کا ایک خوفناک طوفان برپا ہو چکا ہے کہ جس کو دیکھ کر دل کانپ اٹھتا ہے کہ کہیں یہ خوفناک طوفان پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے کر تباہی و بربادی اور ذلت و پستی کو اس کا مقدر نہ بنا دے......!

بہرکیف! ان ناگفتہ بہ حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم معاشرے میں اسلامی طرزِ زندگی کو فروغ دیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ مسلم خواتین کے سامنے اسلام کی اولوالعزم اور مقدس و مطہر خواتین کے حالاتِ زندگی اور کارہائے نمایاں کو واضح کیا جائے تاکہ ان کے حالات و واقعات کو پڑھ کر مسلم خواتین کی زندگیاں اسلامی نہج پر قائم ہو سکیں۔ زیرِ نظر کتاب "سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سو قصے" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جو کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ اور اس میں آپؓ کی مبارک زندگی کے ان پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ جن کے مطالعہ سے جہاں طرزِ زندگی کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے وہاں روح کو بالیدگی اور ایمان کی تازگی بھی نصیب ہوتی ہے۔

خصوصیات:

۱۔ اس کتاب کی تالیف میں معتمد و مستند کتب تفسیر و حدیث و تاریخ سے مدد لی گئی۔ اور عربی ماخذ کو ترجیح دی گئی ہے۔

۲۔ جس مقام پر توضیح و تشریح کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں مستند تعلیقات اور شروح کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔

۳۔ جو واقعات حدیث کی نو کتابوں (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ،

دارمی، مسند احمد، موطا امام مالکؒ) سے لیے گئے ہیں ان کے ساتھ ان کا رقم الحدیث بھی درج کر دیا گیا ہے۔ اور یہ ترقیم "ترقیم العالمیہ" کے مطابق ہے۔

۴۔ اس کے علاوہ کئی مقامات پر کتب حدیث میں سے رقم الحدیث کے بجائے یا رقم الحدیث کے ساتھ کتاب کی جلد اور صفحہ نمبر بھی لکھ دیا گیا ہے۔

۵۔ کتاب کے آغاز میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف اور فضائل و مناقب بھی مذکور ہیں۔

۶۔ دلچسپ عنوانات اور اشعار کے ذریعے سے تنشیط قاری کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اظہار تشکر:

اس مقدمہ میں اگر محسنین کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ احسان فراموشی کے مترادف ہوگا۔ چنانچہ اس موقع پر بندہ اپنے محسن و مشفق استاد محترم حضرت مولانا ناظم اشرف صاحب (مدیر بیت العلوم) کا بے حد ممنون ہے کہ جن کے حکم پر اس کام کو شروع کیا گیا اور جن کی راہنمائی، سرپرستی، حوصلہ افزائی اور دعائیں کام کی ابتداء سے اختتام تک بندہ کے شامل حال رہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت استاد محترم مدظلہم اور آپ کے جملہ معاونین کو اپنی شان کے اجر عظیم عطا فرمائے۔ اسی طرح بندہ ہونہار برادر عزیز مولانا محمد اویس صاحب (زید مجدہم) کا بھی ممنون ہے کہ جنہوں نے بندہ کو مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں بھی برکتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

بندہ حقیر قارئین سے آخری گذارش یہ کرنا چاہتا ہے کہ بندہ اپنی کم علمی اور بے مائیگی کا معترف ہے۔ اس لئے یہ کتاب جو کہ درحقیقت ایک ادنیٰ سی طالبعلمانہ کاوش ہے یقیناً موضوع کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے ازراہ کرم اگر اس کام میں کوئی خوبی پائی جائے تو اسے اللہ تعالیٰ کا فضل اور بڑوں کی دعاؤں کا نتیجہ شمار کیا جائے اور جو خطا اور لغزش پائی جائے تو اسے شیطانی وسوسہ سمجھتے ہوئے بندہ کو ہی قصوروار سمجھا جائے۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش ناتمام کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے، اور اس کا نفع عام فرما کر اسے بندہ، بندہ کے والدین اور اساتذہ کرام کے لیے ذریعہ نجات بنائے (آمین)

(ابن سرور محمد شعیب)

تعارف

نام ونسب اور خاندان:

آپ کا نام گرامی "عائشہ" لقب "صدیقہ" کنیت "ام عبداللہ" اور خطاب "ام المؤمنین" ہے۔

آپ کا سلسلہ نسب والد ماجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب سے کچھ اس طرح ہے۔

"عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک"۔

جبکہ والدہ ماجدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کی طرف سے سلسلہ نسب کچھ یوں ہے

"ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن دھمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ"۔

آپ کی رضاعی والدہ وائل کی بیوی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں جا کر مل جاتا ہے اور والدہ ماجدہ کی جانب سے گیارھویں یا بارھویں پشت پر کنانہ پر جا کر ملتا ہے آپ کے والد گرامی مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، نبوت ملنے سے پہلے اور بعد کے رسول اقدس ﷺ کے سفر وحضر کے رفیق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت و شرافت اور بزرگی واولعزمی سے کون انکار کر سکتا ہے؟ ویسے ہی آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا بھی عظیم المرتبت صحابیہ تھیں۔

ولادت باسعادت:

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عبداللہ ازدی سے ہوا عبداللہ کی وفات کے بعد آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عقد میں آ گئیں، پھر ان کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک بیٹا عبدالرحمن اور ایک بیٹی عائشہ (رضی اللہ عنہما) عطا فرمائے۔

جہاں تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سن ولادت کا تعلق ہے تو آپ کے سن ولادت کے

بارے میں تاریخ وسیر کی کتب خاموش ہیں۔

البتہ اتنی بات متفقہ طور پر ثابت ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے آپؓ ۶ سال کی تھیں۔ ۶ سال کی عمر میں ہی نکاح ہوا، شوال ۱ھ میں ۹ سال کی تھیں کہ رخصتی ہوئی، ۱۸ سال کی عمر میں ربیع الاول ۱۱ھ میں بیوہ ہوئیں۔ اس طرح ان کی ولادت کی صحیح تاریخ نبوت کے پانچویں سال کا آخری حصہ ہوگا یعنی شوال ۹ ھ قبل ہجرت بمطابق جولائی ۶۱۴ء

(سیرت عائشہؓ)

بچپن کا سنہری دور:

حرم نبوت، سیدہ کائنات، ام المومنین، حبیبہ حبیب خدا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس گلشن صدیق (رضی اللہ عنہ) میں آنکھ کھولی تھی جہاں سب سے پہلے اسلام کی جانفزا اور دلنواز خوشبو کے جھونکے پہنچے تھے۔ اور جو گلشن شروع ہی سے آفتاب نبوت کی ضیا پاشیوں سے منور رہا تھا۔ کفر وشرک کی کوئی چنگاری اس دبستان کا رخ کرنے کی جرأت نہ کر سکی تھی یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار بھی ان نفوس قدسیہ میں ہوتا ہے جن کا دامن ہمیشہ کفر وشرک اور بدعات وخرافات کی آلودگیوں سے پاک وصاف رہا ہے۔

جب رسول اکرم ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر میں بنی ہوئی مسجد میں تشریف لاتے اور نہایت رقت آمیز تلاوت فرماتے تو آپؓ ان موقعوں سے بھی مستفید ہوتیں اگرچہ زمانہ طفولیت، زمانہ طفولیت ہی ہوتا ہے مگر پروردگار عالم نے جن مقدس ہستیوں کو بلندیوں کو معراج پر پہنچانا ہوتا ہے وہ شروع ہی سے انہیں خداداد صلاحیتوں سے نواز دیتا ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس عہد طفولیت کو بھی رائیگاں نہیں جانے دیا بلکہ اپنے فوق الفطرۃ حافظہ سے کام لیتے ہوئے اسے بھی قیمتی بنایا۔

فوق الفطرۃ حافظہ کا کرشمہ:

خود فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی:

(بل الساعۃ موعدھم و الساعۃ ادھی و امر)

(سورۃ القمر: ۴۶)

(ترجمہ) "بلکہ قیامت کا روز ان کے وعدہ کا دن ہے، وہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہوگی"

تو میں کھیل رہی تھی۔ (رواہ البخاری ۱۱ کتاب التفسیر۔ سورۃ القمر)

اسی طرح ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گڑیوں سے کھیل رہی تھیں۔ ان گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا، جس کے دائیں بائیں دو پر لگے ہوئے تھے، رسول اکرم ﷺ کا وہاں سے گذر ہوا تو آپؐ نے گھوڑے کے متعلق دریافت فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ گھوڑا ہے آپؐ نے فرمایا کہ "گھوڑوں کے پر تو نہیں ہوتے" تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے برجستہ جواب دیا: کیوں؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر تو تھے" (مشکوٰۃ عشرۃ النساء)

تعلیم و تربیت

والد گرامیؓ کی آغوش میں:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی دیگر اولاد کی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی تربیت فرماتے تھے، اور یہی سلسلہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے بعد بھی جاری رہا اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی معمولی لغزش کے سرزد ہونے پر بھی اپنے والد بزرگوار سے بہت ڈرتی تھیں اور بسا اوقات تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے سامنے بیٹی کی سرزنش فرمادیا کرتے تھے۔

درسگاہ معلم اعظم میں:

اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابتداء ہی سے اپنے والد ماجد کے آغوش تربیت میں پروان چڑھی تھیں اور تاریخ و ادب کی تعلیم انہی سے حاصل کی تھی تاہم پھر بھی آپؓ کی تعلیم و تربیت کا اصل اور بنیادی دور رسول اقدس ﷺ کی خدمت عالیہ میں بحیثیت زوجہ محترمہ حاضر ہونے کے بعد ہی شروع ہوا تھا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ جو کہ انسانیت کے معلم اعظم تھے خود آپؓ کی ایک ایک ادا اور

ایک ایک حرکت کی نگرانی فرماتے تھے اور جہاں معمولی سی لغزش بھی نظر آتی تو ہدایت و تعلیم سے اسے دور فرما دیتے۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بھی عادت مبارکہ تھی کہ جب کبھی کوئی بھی مسئلہ درپیش ہوتا یا کوئی دین کی بات سمجھ میں نہ آتی تو فوراً رسول اقدس ﷺ سے دریافت فرما لیتیں۔ چنانچہ آپؓ نے اسی زمانے میں پڑھنا لکھنا سیکھا، ناظرہ قرآن حکیم پڑھا، علم انساب سے گہری واقفیت حاصل کی، وفود عرب سے علم خطب سیکھا، اسرار شریعت سے آگاہی، ضروریات دین کی معرفت اور تمام علوم قرآنیہ و علوم نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات) میں مکمل مہارت کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت سے مسائل کے استنباط و استخراج کرنے میں ید طولیٰ بھی حاصل کیے۔ اس طرح یہی بارگاہ نبوت اور انسانیت کے معلم اعظم (ﷺ) کی درسگاہ رسالت ہی آپؓ کے علم و فضل کے کمال کا سب سے بڑا اور بنیادی ذریعہ ثابت ہوئی۔

گھریلو زندگی:

آپؓ کی گھریلو زندگی فقر و فاقہ اور نہایت سادگی میں بسر ہوئی تھی، جس گھر میں دلہن بن کر آئیں وہ بارگاہ نبوت تھا، جس کی کل کائنات چند اشیاء تھیں، راتوں کو چراغ جلانا بھی گھر والوں کی استطاعت سے باہر تھا، چالیس چالیس راتیں گزر جاتیں مگر گھر میں چراغ روشن نہ ہوتا، مہینہ مہینہ گھر میں چولہا نہ جلتا، صرف چھوارے کھا کر اور پانی پی کر گزارہ ہوتا تھا۔ اگر کبھی گھر میں کچھ آ بھی جاتا تو وہ بھی فیاضی طبع سے راہ خدا کی نذر ہو جاتا۔ گھر میں کل دو ہی آدمی تھے رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور کچھ دنوں بعد باندی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا بھی گھر والوں میں شامل ہو گئیں۔

البتہ ایک گراں قدر دولت اس گھر میں موجود تھی اور وہ تھی اہل خانہ کی باہمی محبت و الفت! یہی وجہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نو برس کی ازدواجی زندگی میں مصائب و آلام، پریشانیوں اور تنگدستیوں کے باوجود صرف ''واقعہ ایلاء'' کے علاوہ کبھی کوئی غیر معمولی باہمی رنجش کا واقعہ پیش نہ آیا، اور گلشن نبوت (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) باہمی محبت و الفت، ہمدردی و خیر خواہی اور اتفاق و اتحاد کی خوشبو جانفزا سے سدا مہکتا رہا۔

اخلاق و عادات:

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بے پناہ خصائل جمیلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف فرمایا تھا، زندگی اگرچہ حالت عسر میں بسر ہوئی تھی مگر پھر بھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا اور قناعت کا چراغ روشن کیے رکھا بلکہ ہمیشہ رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور آپ کی مسرت و رضا کے حصول میں کوشاں رہتی تھیں۔ یہاں تک کہ آپؐ کے قرابت داروں کا بھی حتی الامکان خیال رکھتی تھیں۔

عبادت میں مشغولیت کا یہ عالم تھا کہ تہجد چاشت اور دیگر نوافل کسی صورت بھی ترک نہ فرماتی تھیں، سخت اور شدید ترین گرمیوں کے دنوں میں بھی روزے سے ہوتیں، ہر سال حج کرنے کا معمول تھا، خوف الٰہی اور فکر آخرت ہر وقت غالب رہتی تھی، خوف آخرت جب آنسو بن کر آنکھوں سے ظاہر ہوتا تو پھر کسی طرح تھمتا نہ تھا، رقیق القلب تنی تھیں کہ بہت جلد چشم نم ہو جاتی تھی، فیاضی طبع اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک لاکھ درہم ایک دن میں صدقہ کر دینا اور اپنے لیے کچھ باقی نہ رکھنا معمولی بات تھا، ہمیشہ خواتین کی مدد و نصرت فرماتیں تھیں، اور ان کی جائز سفارش سے کبھی دریغ نہ فرماتیں۔

حتی الوسع کسی کا احسان نہ لیتی تھیں خود دار ہونے کے ساتھ ساتھ انصاف پسند بھی بہت تھیں، جرأت و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ راتوں کو اٹھ کر تنہا قبرستان چلی جاتی تھیں، آپؓ کے میدان جہاد میں کارہائے نمایاں تاریخ کے سینے پر نقش ہیں بلکہ حق کے اظہار میں بڑے سے بڑے حاکم کو بھی خاطر میں نہ لاتی تھیں، بہت حساس طبیعت کی مالک تھیں ذرا ذرا سی اور معمولی معمولی باتوں کا بھی خیال رکھتی تھیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اصلاح بین الناس کا فریضہ ہمیشہ ادا کرتی تھیں، غلاموں اور ماتحتوں سے حسن سلوک اور شفقت و مہربانی کا معاملہ فرماتی تھیں، اپنی سوکنوں تک سے نیک برتاؤ کرتیں اور ان کی خوبیوں کو کھلے دل سے بیان فرماتی تھیں۔ لوگوں سے حسب حیثیت معاملہ کرنا آپؓ کی عادت ثانیہ تھی۔

غیبت، بدگوئی، الزام تراشی اور طعن و تشنیع سے ساری زندگی اجتناب فرمایا۔ "پردہ" جو نسوانیت کا وصف لازم اور فطری متاع ہے۔ کا ہمیشہ سختی سے خیال رکھتی تھیں حتی کہ اپنے رضاعی والد کے بھائی سے بھی پردہ کرنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دینے پر ان سے پردہ

ترک فرمایا۔

ان سب خصوصیات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو عاجزی و انکساری کی صفت عظیمہ بھی عطا کر رکھی تھی۔ چنانچہ آپؓ سراپا عجز و انکساری تھیں۔ اپنی تعریف دوسروں کی زبان سے بھی پسند نہ فرماتی تھیں اور یہی حالت وعیادت مرض وفات میں بھی طاری تھی اور اسی وجہ سے آپؓ کو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حاضر ہونے کی اجازت دینے میں تامل تھا کہ کہیں وہ آکر میری تعریف کرنے نہ لگ جائیں۔

الغرض! آپؓ کی ذات گرامی ایسی جامع المحاسن تھی کہ جس میں صداقت، دیانت، امانت، قناعت، اطاعت، طہارت، سخاوت، شجاعت، فقاہت، عنایت، عبادت، ذہانت، ظرافت، فصاحت، بلاغت، عفت، خشیت للہیت زہد، تقویٰ، سادگی، خودداری، انکساری، صبر و تحمل اور عفو و درگذر جیسی تمام صفات حسنہ یکجا تھیں۔

روایت حدیث:

آپؓ سے صحابہ کرام و صحابیات رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر جماعت نے علمی استفادہ کیا دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح آپؓ بھی اپنے غلام ابو یونس سے جو کہ فن کتابت جانتے تھے۔ قرآن حکیم کا نسخہ لکھوایا تھا، اسی طرح آپؓ سے کثیر تعداد میں تفسیری روایات بھی منقول ہیں اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام مسلمؒ نے صحیح مسلم میں جس قدر بھی تفسیری روایات نقل فرمائی ہیں ان میں اکثر روایات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔

علم حدیث کے میدان میں بھی آپؓ کی عظیم خدمات موجود ہیں۔ آپؓ ''بلغوا عنی ولو آیۃ'' کی عملی تصویر تھیں اور ہر لمحہ فرامین رسول (ﷺ) کو امت تک پہنچانے کی فکر میں مگن رہتی تھیں۔ اسی وجہ سے آپؓ کی مرویات کی تعداد۔ جو کہ ''۲۲۱۰'' ہے۔ چند حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ سب سے زیادہ ہے۔ ان ۲۲۱۰ روایات میں سے صحیحین میں ۲۸۶ روایتیں داخل ہیں۔ جن میں سے ۱۷۴ حدیثیں دونوں میں مشترک ہیں۔ بقیہ روایات حدیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔ (سیرت عائشہؓ ص ۱۸۸)

درایت حدیث:

کثرت روایت کے ساتھ ساتھ تفقہ، اجتہاد، اور مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط بھی آپؓ کی سیرت طیبہ کا درخشاں پہلو ہے جس میں آپؓ نہ صرف کائنات نسوانی میں بلکہ اہل علم مردوں سے بھی ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ کو دارالحکومت بنایا تو اس وقت چونکہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اکثر و بیشتر حضرات دیگر شہروں میں جا چکے تھے تو مدینہ طیبہ میں زیادہ تر جن حضرات کے دم سے فقہ و فتاویٰ کا گلشن آباد تھا ان میں سے ایک سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذات بابرکات بھی تھی۔

پھر جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تمام اسلامی ممالک میں علم دین کی شمع روشن کی تو آپؓ درسگاہ اعظم حجرۂ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات) میں سکونت پذیر تھیں۔ نابالغ لڑکے، عورتیں اور وہ مرد جن کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پردہ نہ تھا، وہ سب حجرہ مبارک کے اندر آ کر بیٹھ جاتے تھے اور باقی لوگ مجلس علم میں شرکت کے لئے حجرہ کے سامنے مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ جاتے تھے دروازے پر پردہ رہتا، اور آپؓ پردہ کی اوٹ میں تشریف فرما ہو جاتیں اور یوں تعلیم و تعلم اور سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہتا۔

اس حلقہ درس کے علاوہ آپؓ خاندان کے لڑکوں، لڑکیوں اور شہر کے یتیم بچوں کو بھی اپنی آغوش تربیت میں لے کر تعلیم دیتی تھیں۔ اسی طرح ہر سال حج کے مبارک موقع پر بھی کوہ حرا اور مقام ثبیر کے درمیان میں آپؓ کا خیمہ نصب ہوتا اور تشنگان علم دور دراز ممالک سے جوق در جوق حاضر ہو کر خیمے کے گرد حلقہ درس میں شریک ہوتے اور دینی و علمی پیاس بجھاتے۔ یہی وجہ تھی کہ عہد تابعین میں سے اس دور کے تمام علمائے حدیث آپؓ سے فیض یافتہ تھے۔

فضائل و مناقب

بارگاہ الٰہی میں رتبہ:

بارگاہ الٰہی میں آپؓ کا کیا مرتبہ تھا؟ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ (۱) اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی براءت کے اظہار کے لئے سترہ آیات قرآنیہ نازل فرمائیں۔ جو قرآن مجید کا حصہ ہیں اور ان شاء اللہ ہمیشہ آپؓ کی عظمت و شان کا منہ بولتا ثبوت بنی رہیں گی۔ (۲) اسی طرح آپؓ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرما کر امت کے لئے آسانی کا راستہ پیدا فرما دیا۔ (۳) اذن الٰہی سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپؓ کی تصویر لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ "یہ آپ کی دنیا و آخرت میں بیوی ہوں گی" (۴) اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے آپؓ کو حضرت جبرائیل کا سلام بھی پہنچایا۔

"ان جبرئیل یقرأ علیک السلام"

([illegible])

بارگاہ رسالت میں رتبہ:

بارگاہ رسالت (ﷺ) میں آپؓ کی عظمت و محبت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے بلکہ عام و خاص سب کے ہاں مسلم ہے۔

(۵) "عن ابی موسیٰ الاشعری قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔"

([illegible])

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسی "ثرید" کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

"ثرید" ایک شوربے وغیرہ میں روٹی ڈال کر تیار کئے ہوئے والے کھانے کا نام ہے جو عرب میں سب سے زیادہ مرغوب کھانا تھا۔

(۶) عن عمرو بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل فاتیتہ فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ.

رواہ البخاری کتاب المناقب (۳۶۶۲) و مسلم کتاب فضائل الصحابۃ (۲۳۸۴) والترمذی کتاب المناقب (۳۸۸۵)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ کون پسند ہے تو آپؐ نے فرمایا: ”عائشہ“ رضی اللہ عنہا

(۷) ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لاتؤذینی فی عائشۃ فان الوحی لم یأتنی و انا فی ثوب امرأۃ الا عائشۃ“

رواہ البخاری کتاب الھبۃ (۲۵۸۱) و مسلم کتاب فضائل الصحابۃ (۲۴۴۲) والترمذی کتاب المناقب (۳۸۷۹)

”(مجھ سے غیر اختیاری چیز کا مطالبہ کر کے) مجھے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں تکلیف نہ پہنچاؤ بے شک مجھ پر عائشہ کے بستر کے علاوہ کسی کے بستر میں وحی نہیں اتری“

(۸) ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ:

”ای بنیۃ الست تحبین ما احب فقالت بلی فقال فاحبی ھذہ لعائشۃ“

رواہ البخاری کتاب الھبۃ (۲۵۸۱) و مسلم کتاب فضائل الصحابۃ (۲۴۴۲) والنسائی کتاب عشرۃ النساء (۳۹۴۴)

”اے پیاری بچی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیوں نہیں (یعنی میں بھی اس سے ضرور محبت کروں گی جس سے آپ کو محبت ہے) تو آپؐ نے فرمایا: سو تم اس عائشہ سے محبت کرو“

(۹) رسول اکرم ﷺ کو آخری وقت میں مسواک چبا کر دینے والی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں، اور آپؐ جب دیگر ازواج کے حجروں میں تھے تو مرض کے باوجود دریافت فرماتے

تھے کہ آج کون سا دن ہے؟ گویا آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن کا انتظار فرما رہے ہیں چنانچہ آپ سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی درخواست پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں تشریف لے آئے۔

"عن عائشة قالت ان كان رسول الله ليتعذر في مرضه اين انا اليوم اين انا غدا استبطاء ليوم عائشة"

(رواہ البخاری کتاب الجنائز (۱۳۸۹) و مسلم کتاب السلام (۲۴۴۳) و الترمذی کتاب المناقب (۳۸۸۳) وابن ماجہ)

اکابرینِ امت کی نظر میں

(۱۰) "عن ابي موسى قال ما اشكل علينا اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث قط فسألنا عائشة الا وجدنا عندها منه علما"

(رواہ الترمذی کتاب المناقب ۳۸۸۳)

"حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی ہم صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو کوئی ایسی مشکل بات پیش آئی۔ اور ہم نے اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو ہم نے آپ کو اس کے بارے میں ذی علم پایا"

(۱۱) عن موسى بن طلحة قال ما رايت احدا افصح من عائشة.

"حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصاحت والا کسی کو نہیں پایا"

(۱۲) تابعین کے پیشوا حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"لو جمع علم الناس كلهم و علم ازواج النبي ﷺ فكانت عائشة اوسعهم علما"

"اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین (رضی اللہ عنہن) کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ان میں سب سے وسیع ہوتا"

(۱۳) ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

"کانت عائشہ اعلم الناس یسئلہا الاکابر اصحاب رسول اللہ ﷺ"

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سے زیادہ عالمہ تھیں، بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے پوچھا کرتے تھے"

وفات:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری زمانے میں، ۱۸ ۶ سرسٹھ برس کی عمر میں ۵۸ھ میں رمضان المبارک میں علیل ہوگئیں اور ۱۷ رمضان المبارک کو جان جانِ آفرین کے حوالے کردی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپؓ نے کچھ متروکات چھوڑے جن میں ایک جنگل بھی تھا۔ یہ ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر اس جنگل کو ایک لاکھ درہم میں خرید لیا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کثیر رقم کو اپنے عزیزوں میں تقسیم فرمادیا۔

سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد غمگین رہنے لگے تھے، چنانچہ حضرت عثمان بن مظعون کی اہلیہ محترمہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ:

یارسول اللہ! آپ دوسرا نکاح کر لیجئے۔

آپ نے فرمایا کہ کس سے کروں؟

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا بیوہ اور کنواری دونوں طرح کی لڑکیاں موجود ہیں آپ (ﷺ) ان میں سے جس سے چاہیں نکاح کر لیں۔

آپ نے فرمایا، وہ کون ہیں؟

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، بیوہ تو سودہ بنت زمعہ ہیں اور کنواری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ تم عائشہ کے متعلق گفتگو کرو۔

چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئیں اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کے متعلق بات کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ: خولہ! عائشہ تو آنحضرت ﷺ کی بھتیجی ہے (یعنی جب حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) آپ کی بھتیجی ہیں تو پھر ان کا نکاح آپ سے کیسے ہو سکتا ہے؟)

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے واپس آ کر نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ: ابوبکر میرے اسلامی بھائی ہیں اور اسلامی بھائیوں کے ہاں نکاح کرنا جائز ہے۔

جب یہ مسئلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے بسروچشم اس مبارک رشتے کو قبول کر لیا لیکن چونکہ اس سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت جبیر ابن مطعم کے بیٹے سے طے ہو چکی تھی اس لئے ان سے بھی پوچھنا ضروری تھا۔ لہٰذا حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ جبیر بن مطعم کے ہاں تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کہ تم نے عائشہ کی نسبت اپنے بیٹے کی طرف کی تھی اب تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ جبیر بن مطعم کا گھرانہ ابھی تک مشرف باسلام نہیں ہوا تھا اس لئے ان کی بیوی بول پڑی کہ اگر یہ لڑکی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) ہمارے گھر آ گئی تو ہمارا لڑکا بھی اپنے آباؤ اجداد کے دین سے پھر جائے گا، اور ہمیں کسی صورت بھی یہ بات منظور نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے آئے اور خولہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: مجھے یہ رشتہ منظور ہے اور رسول اللہ ﷺ جس وقت چاہیں تشریف لے آئیں چنانچہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نکاح پڑھایا اور مہر کی مقدار چار سو درہم مقرر ہوئی۔

(رواہ البخاری، کتاب المناقب (۵۰۶۳) و مسلم کتاب النکاح (۲۴۰۳) والنسائی کتاب النکاح (۳۲۰۳))

﴿حضرت ام المومنینؓ کی مدینہ طیبہ ہجرت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد تقریباً تین برس تک اپنے والدین کے گھر میں ہی رہیں ان تین سالوں میں سے دو سال تین مہینے مکہ مکرمہ اور سات یا آٹھ مہینے، ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں گذرے اور ہجرت کا قصہ یوں پیش آیا:

جب مشرکین مکہ اور دشمنان اسلام کا ظلم و ستم اپنی تمام حدوں کو عبور کر گیا اور اس کے شعلوں نے تمام نہتے، اور مخلص مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت فرمانے کا ارادہ کر لیا۔

اس واقعہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا روزانہ کا معمول تھا کہ آپ ہر روز صبح یا شام کے وقت ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن دوپہر کے وقت آپ چہرہ انور پر چادر لپیٹ کر خلاف معمول ہمارے گھر تشریف لائے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا دونوں صاحبزادیاں تشریف فرما تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے پکار کر فرمایا کہ ابوبکر! ذرا اپنے پاس سے لوگوں کو ہٹا دو میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! یہاں کوئی غیر موجود نہیں ہے صرف آپ ہی کے اہل خانہ ہیں آپ تشریف لے آئیے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا۔ حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما نے مل جل کر سامان سفر تیار کیا اور دونوں حضرات نے اپنے وطن کو خیرباد کہتے ہوئے مدینہ طیبہ کا رخ کیا اور اپنے تمام اہل وعیال کو بھی مکہ مکرمہ میں ہی دشمنوں میں چھوڑ دیا۔

جب مدینہ طیبہ میں حالات سازگار ہوئے تو آپ نے اپنے اہل وعیال کو بھی مدینہ طیبہ لانے کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور اپنے ایک غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کی طرف روانہ کیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک آدمی کو مکہ مکرمہ بھیج کر دیا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا اور دونوں بہنوں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما کو مکہ مکرمہ سے لے کر روانہ ہوئے اتفاق سے جس اونٹ پر حضرت عائشہ اور حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سوار تھیں وہ بدکا اور بھاگ نکلا اور تیز رفتاری سے دوڑا کہ ایسا لگتا تھا کہ اس پر بندھی ہوئی ڈولی جس میں حضرت عائشہ اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہما سوار تھیں اب گری ہے اور اب گری ہے۔

اونٹ نہایت تیز رفتاری سے دوڑتا جارہا ہے اور حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا اپنی لخت جگر کی فکر میں زاروقطار رو رہی ہیں بالآخر کئی میلوں بعد اس اونٹ پر قابو پایا گیا تو ان کو تسلی ہوئی اور ان کے بہتے ہوئے آنسو تھمے۔

(زرقانی، باب ہجرت (ص ۳۹۵) طبقات النساء، سیرت عائشہ)

سرورکائنات ﷺ کے گھر تشریف آوری (رخصتی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بنو حارث ابن خزرج کے محلے میں قیام کیا اور یہیں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ سات آٹھ ماہ تک ٹھہری رہیں۔ مدینہ طیبہ کی آب وہوا کے ناموافق آنے کی وجہ سے اکثر

حضرات مہاجرین بیمار ہو گئے خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کی صاحبزادی حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئے، یہاں تک کہ بیماری کی شدت کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے سر کے بال تک گر گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحت یابی کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ
کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ یا رسول اللہ! اب آپ اپنی بیوی کو
اپنے گھر کیوں نہیں بلوا لیتے؟ آپ نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس مہر ادا کرنے کے لیے
رقم نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ میری دولت قبول فرما لیجئے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بارہ اوقیہ اور ایک نش یعنی سو روپے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
سے قرض لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوا دیئے۔ پھر انصار کی خواتین دلہن کو لینے
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آ گئیں۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کو آواز دی وہ اس وقت سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں۔

ماں نے اپنی پیاری بیٹی کا ہاتھ پکڑا، اس کا منہ دھلایا، بال سنوارے اور پھر ان کو اس
کمرے میں لے آئیں جہاں انصار کی عورتیں پہلے سے دلہن کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔
دلہن جب اندر داخل ہوئی تو مہمانوں نے "علی الخیر والبرکۃ وعلی خیر طائر" یعنی تمہارا آنا خیر
و برکت ہو، کی صدا بلند کر کے دلہن کا والہانہ طریقے سے استقبال کیا۔

کچھ دیر کے بعد خود سرور کائنات ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ حضرت اسماء بنت
یزید رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی ہیں بیان کرتی ہیں کہ اس وقت
رسول اللہ ﷺ کی خاطر مدارات اور مہمان نوازی کے لئے دودھ کے ایک پیالے کے علاوہ
اور کچھ نہ تھا۔ چنانچہ وہی دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ
نے اسے قبول فرمایا اور اس میں سے تھوڑا سا دودھ پی کر اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف
بڑھایا، وہ شرمانے لگیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا عطیہ ہے اسے واپس نہ کرو۔ چنانچہ انہوں نے شرماتے
شرماتے پیالہ لے لیا اور تھوڑا سا دودھ پی کر رکھ دیا۔ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے فرمایا کہ پیالہ اپنی سہیلیوں کو پینے کے لئے دے دو تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس وقت خواہش نہیں ہے تو آپ نے فرمایا کہ جھوٹ نہ بولو کیونکہ ہر شخص کا ایک ایک جھوٹ لکھا جاتا ہے۔

یوں سرور کائنات ﷺ اور صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا کے نکاح سے لے کر رخصتی تک کے تمام امور نہایت سادگی اور بے تکلفی سے انجام پائے۔

[illegible]

رسول اکرم ﷺ کا حضرت عائشہؓ کی نیند کا خیال رکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات جس رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس تھے آپ نے چادر رکھی اور جوتے مبارک اتارے پھر ان کو (چادر و جوتے مبارک کو) آپ کے پاؤں مبارک کے قریب رکھ دیا۔

آپ ﷺ بستر کے کنارے لیٹ گئے جتنا آپ کو اتنی دیر لیٹے ہوئے گزرا جس میں آپ نے یہ گمان کیا ہوگا کہ میں سو گئی ہوں۔ (جب آپ نے یہ خیال فرمایا کہ میں سو گئی ہوں) تو آپ نے نہایت آہستگی سے اپنی چادر اٹھائی اور نہایت آہستہ سے جوتے پہنے اور دروازے سے باہر نکلے اور نہایت نرمی اور آہستگی کے ساتھ دروازے کو بند کیا تو میں نے بھی اپنے آپ کو ڈھانپا اور رسول اکرم ﷺ کے پیچھے چل پڑی۔ یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ "جنت البقیع" میں پہنچ گئے پھر آپ کافی دیر تک کھڑے رہے پھر آپ نے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو اٹھایا پھر آپ تیزی سے لوٹے تو میں بھی تیزی سے گھر کی طرف چلی اور آپ سے پہلے گھر پہنچ گئی میں لیٹی ہی تھی کہ رسول اکرم ﷺ گھر میں داخل ہو گئے اور مجھے پیار سے فرمایا: "اے عائشہ! تم گھبرائی ہوئی اور بے چین کیوں ہو؟" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کوئی بات نہیں ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ تم مجھے بتا دو ورنہ "لطیف و خبیر" ذات مجھے خبر دے گی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور آپؓ نے سارا ماجرا حضور اکرم ﷺ کو سنا دیا۔

آپؐ نے فرمایا کہ وہ سایہ تمہارا ہی تھا جو میں نے اپنے آگے دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ چنانچہ آپؐ نے مجھے (پورے) مکا مارا جس سے مجھے تھوڑی سی تکلیف محسوس ہوئی۔ اور پھر فرمایا کہ کیا تم یہ گمان کرتی ہو کہ کیا اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ کوئی ناانصافی کریں گے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا لوگ جتنا بھی کسی بات کو چھپا لیں لیکن اللہ تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ میرے پاس جبرائیل امین (علیہ السلام) اس وقت آئے تھے جب تم نے مجھے دیکھا تھا۔ پس انہوں نے مجھے پوشیدگی اور آہستہ سے آواز دی اور میں نے بھی انہیں آہستہ سے جواب دیا تاکہ تمہیں خبر نہ ہو، اور جبرائیل علیہ السلام تمہارے بے پردہ ہونے کی حالت میں تمہارے پاس نہیں آ سکتے۔ جب میں نے یہ سمجھ کر تم سو چکی ہو تو میں نے تمہیں جگانا مناسب نہ سمجھا اور یہ کہ کہیں تمہیں جگانے سے تم خوفزدہ نہ ہو جاؤ۔

پس جبرائیل علیہ السلام نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپ کا رب آپ کو یہ حکم دیتے ہیں کہ جنت البقیع میں دفن ہونے والوں کے پاس جائیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔
حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم ان کے لئے کیسے دعا کریں آپؐ نے فرمایا تم یوں کہو:

"اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ لَلَاحِقُوْن"

"سلامتی نازل ہو مومن اور مسلمان مردوں (اور عورتوں) پر جو ان گھروں میں رہتے ہیں (یعنی قبروں میں دفن ہیں) اور اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ہم میں سے ان لوگوں پر جو موت میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں اور ان پر بھی جو ان کے پیچھے رہ گئے ہیں (یعنی زندہ ہیں)

اور بے شک ہم (ایک دن) انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں" (یعنی
ہم بھی موت کا ذائقہ چکھ لیں گے)

([illegible])

﴿یہ مقام ناز ہے﴾

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی بات پر حضور اکرم ﷺ سے ناراض تھیں اور منہ دوسری طرف کر کے بیٹھ گئیں۔ اسی دوران کسی نے چند کھجوروں کا تحفہ آپ کی خدمت میں بھیجا جسے آپ نے قبول فرمایا۔

آپ نے دو کھجوریں اٹھا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے رکھ دیں اور فرمایا اے حمیرا! لو یہ کھجوریں جنکا نام لے کر کھاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑے ناز کے انداز میں جلدی سے بولیں تو کیا اس سے پہلے میں نے بغیر آپ کا نام لے کر کھائی تھی۔

حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب سن کر کافی دیر تک مسکراتے رہے۔

(مسلم شریف)

﴿پیاری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟﴾

رسول اکرم ﷺ حتی الامکان تمام اختیاری امور میں اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔ اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن یہ چاہتی تھیں کہ محبت قلبی اس میں بھی برابری ہونی چاہیے حالانکہ محبت قلبی غیر اختیاری چیز ہے اس میں عدل اور برابری نہ ہونے کی بات نہیں ہے اور چونکہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ قلبی محبت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تھی اس لئے وہ کوشش کرتی تھیں کہ قلبی محبت میں بھی انہیں برابری حاصل ہو جائے۔ (الترغیب والترہیب)

چنانچہ اسی سلسلے میں ایک دفعہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی اس وقت حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ لیٹے ہوئے تھے آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اندر آنے کی اجازت دی چنانچہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: مجھے آپ کی دیگر ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے اور وہ آپ سے حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بارے میں عدل چاہتی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے میری پیاری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیوں نہیں (مجھے بھی ان سے محبت ہے) تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم بھی عائشہ سے محبت کرو۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی سنا تو کھڑی ہوگئیں اور باقی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئیں اور انہیں پورا ماجرا سنایا۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے دوبارہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی خدمت میں جانے کے لئے کہا کہ آپ ﷺ کے پاس جا کر دوبارہ عدل کی درخواست کریں (یعنی قلبی محبت میں برابری کی درخواست کریں) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چونکہ حضور اکرم ﷺ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا اندازہ لگا چکی تھیں اور آپ ﷺ کے ارشاد گرامی کو سن چکی تھیں۔ اس لئے انہوں نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلے میں کبھی کوئی بات نہیں کیا کروں گی۔

پھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک رتبے میں میرا مقابلہ کرتی تھیں اور میں نے ان سے بڑھ کر دین کے لحاظ سے بہتر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی، سچ بولنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی.......!

چنانچہ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی خدمت حاضر ہوگئیں اور اندر آنے کی اجازت چاہی اور اس وقت آپ ﷺ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ لیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے جیسے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے پر آرام فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اجازت مرحمت فرمائی۔ (وہ تشریف

لائیں) اور آپؐ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! آپ کی ازواج نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ آپ سے ابی بنت ابی قحافہ کے بارے میں عدل کا سوال کررہی ہیں۔

(رواہ بخاری کتاب الھبہ (۲۳۹۲) و مسلم کتاب فضائل الصحابہ (۴۴۷۲)

﴿ ایک حبشیہ عورت کا کھیل وغیرہ دیکھنا ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ہم نے اچانک ایک شور و غل سنا اور ہمیں بچوں کی آوازیں سنائی دیں۔ پس جب آپؐ نے اٹھ کر دیکھا تو ایک حبشی عورت بچوں کے سامنے عجیب و غریب قسم کے کھیل پیش کررہی تھی اور ناچ رہی تھی بچے اور لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے۔ آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ اے عائشہ! ادھر آؤ، اور دیکھو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے پاس آئیں اور رسول اللہ ﷺ کے کندھے مبارک پر اپنا رخسار رکھ کر (کندھے اور سر کے درمیان سے) اس عورت کو دیکھنے لگیں۔

تھوڑی دیر بعد آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا جی بھر گیا ہے؟ کیا جی بھر گیا ہے؟ تو میں آپؐ سے یہی کہتی کہ جی نہیں (میں دیکھنا چاہتی ہوں) اور میرا یہ کہنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ مجھے اور دیکھنے کا شوق تھا بلکہ میں تو حضور اکرم ﷺ کے دل میں اپنی محبت اور اپنی مرتبے کا اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ حضور ﷺ کے ہاں میرا درجہ کتنا ہے؟ یہاں تک کہ حضور ﷺ تھک گئے۔

اتنے میں اچانک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گذر ہوا تو ان کے رعب و ہیبت کی وجہ سے لوگوں کا مجمع منتشر ہو گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا: میں جنوں اور انسانوں کے شیاطین کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ "عمر" (رضی اللہ عنہ کے رعب) سے (ڈر کر) بھاگ رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واپس لوٹ آئیں۔

رواہ الترمذی کتاب المناقب عن رسول اللہ (۳۶۲۰)

حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں جنوں اور انسانوں کے شیاطین کو دیکھ رہا ہوں یہ گویا اس لحاظ سے تھا کہ وہ ایک لہو و لعب کی صورت تھی۔ اور ممکن ہے اس میں کوئی ناپسندیدہ چیز بھی ہو لیکن

حرام کام نہیں تھا ورنہ رسول اللہ ﷺ کیسے اسے دیکھ سکتے تھے اور کیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھا سکتے تھے۔۔۔؟ (تحفۃ الاحوذی)

﴿رضاعی والد کے بھائی سے پردہ کرنا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے رضاعی باپ ابوالقعیس کے بھائی افلح نامی نے پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا کہ جب تک نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں شرعی اجازت کا پتہ نہ لگالوں گی ان کو اندر آنے کی اجازت نہ دوں گی۔

جب نبی کریم ﷺ آپؓ کے پاس تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ عرض کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس بات سے کیا چیز روکتی ہے کہ اپنے (دودھ کے رشتے کے) چچا کو اپنے پاس آنے دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے مرد نے دودھ نہیں پلایا ہے۔ (جس کا افلح سے کچھ بھی رشتہ نہیں کیونکہ وہ اس عورت کا دیور ہے) یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ افلح کو اپنے پاس آنے کی اجازت دو کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے تیرا بھلا ہو۔

رواہ البخاری کتاب النکاح، باب ابن الفحل (۳/ ۹۳ ے) کتاب الادب باب قول النبی تربت یمینک (۴/۹۰۹)

﴿حضرت عائشہؓ کا رسول اقدسؐ پر غیرت کرنا﴾

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رات کے وقت حضور اکرم ﷺ میرے پاس سے باہر تشریف لے گئے فرماتی ہیں کہ مجھے ان پر غیرت آئی، پھر آپؐ تشریف لائے اور میری حالت کو دیکھ کر فرمایا کہ اے عائشہ تجھے کیا ہوا ہے تو تم غیرت میں آگئی تھی۔ آپؓ نے عرض کیا کہ مجھ جیسی عورت آپ جیسے عظیم انسان کے بارے میں غیرت کیوں نہ کرے؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس تمہارا شیطان آیا تھا؟ آپؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میرے ساتھ بھی شیطان ہوگا؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں۔ آپؓ نے عرض کیا

کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! لیکن میرے رب نے اس کے مقابلے میں میری مدد فرمائی ہے چنانچہ وہ اسلام لے آیا ہے یا میں اس سے محفوظ رہتا ہوں۔ رواہ احمد باقی مسند الانصار۔(۲۳۷۰۱) و مسلم باب صفۃ القیامۃ(۵۰۳۵)

﴿حضرت سیدہ عائشہؓ کی ذہانت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے آپ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ! میں پاکی حاصل کرنے کے لئے کیسے غسل کروں؟ آپ نے فرمایا کہ روئی کا ایک خوشبودار ٹکڑا لو اور اس کے ساتھ وضو کرو۔ اس خاتون نے عرض کیا: اس روئی کے ٹکڑے کے ساتھ کیسے وضو کروں؟ آپ نے پھر فرمایا: اس کے ساتھ وضو کرو۔ وہ خاتون پھر بولیں۔ میں اس کے ساتھ کیسے وضو کروں؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان فرمائی اور اس عورت سے اعراض فرمالیا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اس وقت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں موجود تھیں۔ آپؓ حضور ﷺ کی مراد سمجھ گئیں۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت کو ساتھ لیا اور اس خاتون کو رسول اکرم ﷺ کی مراد سمجھائی۔ رواہ النسائی کتاب الغسل (۲۲۳) بخاری کتاب الحیض (۳۰۲) مسلم کتاب الحیض (۴۹۹)

﴿حضرت ام المومنینؓ کی قرآن فہمی﴾

ایک مرتبہ کسی نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا کہ

''لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت'' (البقرۃ ۲۸)

''خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا؟ جو کچھ وہ کرے گا اس کا نفع یا نقصان اس کو ملے گا''

اور ساتھ ہی اس کی ہم معنی آیت بھی پیش کی کہ:

"من یعمل سوءً یجز بہ" (النساء/۱۵)

"جو کوئی برائی کریگا اس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا"

دراصل سائل کا مطلب یہ تھا کہ اگر یہ سچ ہے تو مغفرت اور رحمت الٰہی کی شان کہاں ہے اور نجات کی امید کیونکر ہے؟

چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے جب سے آنحضرت ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی ہے تم ہی پہلے شخص ہو جس نے اس کو مجھ سے دریافت کیا۔ خدا کا فرمانا سچ ہے لیکن پروردگار اپنے بندے کے چھوٹے چھوٹے گناہ ذرا ذرا سی مصیبت اور ابتلا کے معاوضہ میں بخش دیتا ہے مومن جب بیمار ہوتا ہے یا اس پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ یہاں تک کہ جیب میں کوئی چیز رکھ کر بھول جاتا ہے اور اس کی تلاش میں اس کو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ (یعنی ان مصیبتوں میں اس کی مغفرت و رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے) پھر یہ حال ہوتا ہے کہ جس طرح سونا آگ سے خالص ہو کر نکلتا ہے اسی طرح مومن دنیا سے پاک و صاف ہو کر نکلتا ہے۔ رواہ الترمذی تفسیر آیت مذکور (ص ۱۲۳/۲)

تمہاری ماں کو غصہ آ گیا تھا......!

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کھانا نہایت عمدہ اور لذیذ پکایا کرتی تھیں۔ ان کے متعلق خود ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے کسی کو ان سے بہتر کھانا پکانے والا نہیں دیکھا۔

ایک دن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کھانا جلدی تیار کر لیا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تشریف فرما تھے۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ایک خادمہ کے ہاتھ وہیں کھانا بھجوا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اپنی توہین سمجھا اور کھانے کے برتن پر ایسا ہاتھ مارا کہ خادمہ کے ہاتھ سے پیالہ چھوٹ کر گر پڑا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

آپ پیالے کے ٹکڑے چننے لگے اور خادمہ سے فرمایا کہ تمہاری ماں کو غصہ آ گیا۔ چند

لمحوں بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خود اپنے فعل پر ندامت محسوس ہوئی تو آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس جرم کا کیا کفارہ ہو سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ایسا ہی پیالہ اور ایسا ہی کھانا اس کا کفارہ ہے۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو نیا پیالہ واپس بھجوا دیا گیا۔

(رواہ البخاری کتاب المظالم (۲۴۸۱) وابو داؤد کتاب البیوع (۳۵۶۷) والنسائی کتاب عشرۃ النساء باب الغیرۃ (۳۹۶۵، ۳۹۶۶))

امام الانبیاءؐ کے ساتھ دوڑ لگانا

ایک غزوہ کے موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھیں۔ راستے میں چلتے چلتے حضور اکرم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ آگے بڑھ جائیں۔ اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آؤ دوڑ کے دیکھیں کون دوڑ میں آگے نکلتا ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت دبلی پتلی تھیں لہٰذا جب دوڑ شروع ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے دوڑ میں آگے نکل گئیں لیکن اس موقع پر حضور ﷺ نے ان سے کچھ نہ کہا۔ کئی سال بعد پھر اسی قسم کا ایک موقع پیش آیا دوران سفر آپؐ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے آگے بڑھنے کو فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا (جو کہ اب بھاری ہو چکی تھیں اور اس پرانے واقعہ کو بھول چکی تھیں) آؤ دوڑ لگاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کون آگے نکلتا ہے؟ چنانچہ اس مرتبہ حضور ﷺ آگے نکل گئے۔ آپؐ مسکرانے لگے اور فرمایا، عائشہ! یہ اس دن کا جواب اور بدلہ ہے۔ (رواہ ابو داؤد کتاب الجہاد (۲۲۱۴) وسنن ابن ماجہ کتاب النکاح (۱۹۷۹))

﴿انہی کے بستر پر وحی کا نزول ہوا ہے﴾

آنحضرت ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شدید محبت تھی اس لئے لوگ جب حضور ﷺ کی خدمت میں تحفے تحائف پیش کرتے تھے تو لوگ ہدایا پیش کرنے کے لئے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن کا انتظار کیا کرتے تھے۔ کہ آپ کی باری کا دن آئے تو ہم آپ کی خدمت میں ہدایا پیش کریں (تاکہ آپؐ کو زیادہ سے زیادہ مسرت اور خوشی پہنچے) حضور ﷺ کی دیگر ازواج کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی تو ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے دو ازواج حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور ان سے کہنے لگیں کہ:

اے ام سلمہ! لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں ہدایا پیش کرنے کے لئے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی باری کا انتظار کرتے ہیں اور جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دنیا کی خیر و بھلائی پسند ہے اسی طرح ہمیں بھی پسند ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیجئے کہ وہ لوگوں کو حکم فرمائیں کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار نہ کیا کریں بلکہ آپ جس زوجہ کے گھر بھی موجود ہوں وہیں ہدایا پیش خدمت کر دیا کریں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (موقع پا کر) یہ بات آپ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے سن کر ان سے اعراض فرما دیا، پھر کچھ دیر بعد آپ نے ان کی طرف التفات فرمایا تو انہوں نے حضور ﷺ سے پھر یہی درخواست کی اسی طرح تیسری مرتبہ بھی عرض کیا تو آپ نے تیسری اس بات کو سن کر ارشاد فرمایا کہ مجھے عائشہ کے بارے تکلیف نہ پہنچاؤ، عائشہ تو وہ ہے کہ تمام ازواج مطہرات میں سے صرف انہی کے بستر میں مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے ان کے علاوہ کسی اور بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

(رواہ البخاری کتاب الہبۃ وفضلہا (ص ۳۵۰ رقم الحدیث ۲۵۸۰) کتاب المناقب باب فضل عائشہ ۳۷۷۵)

دیگر روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) نے مل کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ سے بات کرنے کے لئے آمادہ کیا چنانچہ وہ پیغام لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے ان سے فرمایا لخت جگر! جس کو میں چاہوں اس کو تم نہیں چاہو گی سیدہ عالم کے لئے آپ کا اتنا فرمانا ہی کافی تھا سو وہ واپس چلی گئیں اور دوبارہ اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی۔

”غم“ زیست کا حاصل ہے

حضرت قاسم محمد بن ابوبکر رحمہ اللہ جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں فرماتے ہیں کہ میرا روزانہ کا معمول تھا کہ میں صبح سویرے اپنی پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کرنے جاتا اور پھر اس کے بعد کسی اور کام کو نکلتا تھا۔ ایک روز میں اپنے معمول کے مطابق اپنی پھوپھی جان کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا وہ چاشت کی نماز پڑھ رہی ہیں اور اس آیت مبارکہ کی تلاوت کر رہی ہے:

"فمن الله علينا ووقانا عذاب السموم" (طور: ۲۷)

"پس اللہ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچایا"

آپ یہ آیت پڑھ رہی ہیں اور اس آیت کو دہرا رہی ہیں اور روتی جاتی ہیں۔ میں کچھ دیر تو آپ کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہا لیکن جب زیادہ دیر ہو گئی تو میں نے سوچا کہ چلو بازار کا کام کر آؤں، واپسی میں سلام عرض کرتا چلوں گا۔

چنانچہ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ بازار چلے گئے اور جب وہاں اپنا کام کر کے واپس لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی سابقہ حالت و کیفیت کے ساتھ نماز میں مشغول ہیں اور اس آیت کو دہرا رہی ہیں اور روتی جا رہی ہیں۔ (مستدرک حاکم)

﴿میری نظروں کی تمنا ہے مسلسل انتظار﴾

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے ہیں۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر مبارک میں درد تھا اس لئے وہ کراہ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا "ہائے یہ امر" اسی وقت سے آنحضرت ﷺ کی بیماری شروع ہوئی اور یہی آپ کا مرض الموت تھا۔ مرض الموت میں بار بار دریافت فرماتے تھے کہ آج کون سا دن ہے؟ آج کون سا دن ہے؟ لوگ سمجھ گئے کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن کا انتظار فرما رہے ہیں۔ چنانچہ لوگ آپ کو ان کے حجرے میں لے گئے اور آپ وفات تک اسی حجرے میں قیام پذیر رہے اور وہیں آقائے دو جہاں ﷺ کا وصال پر ملال اس حالت میں ہوا کہ آپ نے اپنا سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر رکھا ہوا تھا۔

بخاری کتاب المرضی باب [illegible] مسند [illegible] (۲۰۰/۶) ترمذی کتاب المناقب (۳۸۱۸)

ناموسِ رسالت کا دفاع کرنا

اسلام دشمنی، اہل اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش شروع ہی سے یہود کی فطرت رہی ہے۔

اسی فطرت کے مطابق ایک دفعہ چند یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور

اپنے باطنی خبث کا اظہار "السام علیک" یعنی تم پر موت طاری ہو جائے کہہ کر کیا۔ اتفاق سے اس موقعہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں اور ان کی بات سن رہی تھیں وہ سمجھ گئیں کہ "السلام علیک" سے یہودیوں کی کیا مراد ہے؟ اور اس کے کیا معنی ہیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت غصہ آیا انہوں نے ان کے جواب میں کہا کہ "تم پر موت طاری ہو جائے اور تم پر لعنت بھی ہو"

رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ عائشہ! سخت کلامی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند ہے۔ نیز فرمایا کہ میں نے "وعلیکم" کہہ کر ان کے قول کو ان ہی پر لوٹا دیا تھا اور ہماری بددعا ان کے حق میں قبول ہو سکتی ہے جبکہ ان کی دعا ہمارے حق میں قطعاً قبول نہیں ہو سکتی۔

رواہ البخاری کتاب الادب باب (۶۰۳۰) ومسلم کتاب السلام (۲۱۶۵) والترمذی (۲۷۰۱) [illegible]

﴿پروردگار میں ان کو تو کچھ نہیں کہہ سکتی ...!﴾

ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ رات کو بالعموم آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے محمل میں تشریف لاتے اور جب تک قافلہ چلا کرتا آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے باتیں کیا کرتے تھے۔

ایک دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آؤ ہم دونوں اپنے اونٹ بدل لیتے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اپنے اونٹوں کا تبادلہ کر لیا۔ جب رات ہوئی تو حسب معمول آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے محمل پر تشریف لائے۔ جب دیکھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے بجائے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ رسول اکرم ﷺ سلام کر کے بیٹھ گئے۔ دوسری طرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی منتظر تھیں جب قافلہ رکا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور ان سے ضبط نہ ہو سکا محمل سے اتر پڑیں دونوں پاؤں گھاس پر رکھ دیئے اور بولیں "پروردگار میں ان کو تو کچھ نہیں کہہ سکتی تو کوئی بچھو یا سانپ بھیج جو مجھ کو آ کر ڈس لے"

رواہ البخاری کتاب النکاح باب القرعۃ بین النساء (۵۲۱۱)

﴿حضرت عائشہؓ کی دیگر ازواج مطہراتؓ سے باہمی الفت وبے تکلفی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ ﷺ کے لئے (آٹا دودھ یا گھی ملا کر) حریرہ پکایا (حریرہ سے ملتی جلتی ایک غذا کا نام ہے جو عربوں کے ہاں پسند کی جاتی تھی) اس وقت ہمارے گھر میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں میں "حریرہ" رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی میں نے سودہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا کہ تم بھی کھاؤ انہوں نے کھانے سے انکار کیا تو میں نے اصرار کرتے ہوئے کہا کہ تمہیں ضرور کھانا ہوگا ورنہ میں یہ حریرہ تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے پھر بھی کھانے سے انکار کیا تو میں نے اپنا ہاتھ حریرہ میں ڈالا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر لیپ دیا یہ منظر دیکھ کر حضور مسکرا دیے۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم بھی عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے چہرے پر حریرہ مل دو۔ چنانچہ میں نے بھی حریرہ ہاتھ میں ڈالا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر مل دیا تو حضور ﷺ پھر ہنسے یہاں تک کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے غل برپا کیے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا وہ کسی کو پکارتے ہوئے اے عبداللہ، اے عبداللہ کہہ رہے تھے آپ کو گمان ہوا کہ حضرت عمر اندر آجائیں گے لہٰذا ہم سے فرمایا کہ جا کر اپنا منہ دھو لو۔

(اخرجہ ابو یعلیٰ (۳۱۶/۴) و مجمع الزوائد کذا فی المنتخب (۳۹۳/۴) و فی الکنز العمال (۳۰۰/۷))

﴿رسول اکرم ﷺ کا حضرت عائشہؓ سے دل لگی کرنا﴾

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر میں درد تھا رسول اللہ ﷺ کا مرض الموت شروع ہو رہا تھا، آپ نے فرمایا کہ عائشہ! اگر تم میرے سامنے مرتیں تو میں تم کو اپنے ہاتھ سے غسل دیتا اور اپنے ہاتھ سے تمہاری تجہیز و تکفین کرتا اور تمہارے لئے دعا کرتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ناز و انداز سے فرمایا یارسول اللہ! آپ میری موت مناتے ہیں اگر ایسا ہو جائے تو آپ اسی حجرے میں نئی بیوی لا کر رکھیں۔

امام الانبیاء ﷺ نے یہ سن کر تبسم فرمایا۔

(رواہ الترمذی، کتاب المناقب، کتاب الا ۳ کلا ۵ ۱۹۲۷، مسلم کتاب فضائل الصحابہ (۲۴۴۵))

حضرت عائشہؓ کا حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ پر رشک کرنا

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تعریف شروع کی اور بہت دیر تک تعریف فرماتے رہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ان پر رشک آیا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک بوڑھی عورت کا جس کا ہونٹ لال تھا اور جس کو مرے ہوئے ایک زمانہ ہو چکا آپ اتنی دیر سے اس کی اتنی تعریف فرما رہے ہیں۔ آپ کو تو خدا نے اس سے بہتر بیویاں دی ہیں۔

یہ سن کر حضور ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا پھر فرمایا یہ میری وہ بیوی تھیں کہ جب لوگوں نے میرا انکار کیا تو وہ ایمان لائی اور جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے تو اس نے میری تصدیق کی اور جب لوگ مجھے اپنی امداد سے محروم کر رہے تھے تو اس نے اپنی دولت سے میری غم خواری کی اور اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا کی جبکہ دوسری بیویاں مجھے اولاد سے محروم رکھا۔ (رواہ احمد فی مسند عائشہؓ ص ۱۱۸ اکمال سیرت عائشہؓ (ص ۹۵))

اطاعت رسول اکرم ﷺ کی عمدہ مثال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نو برس کی شب و روز کی طویل صحبت میں رسول اکرم ﷺ کے کسی حکم کبھی بھی مخالفت نہیں کی بلکہ انداز و اشارہ سے بھی کوئی بات ناگوار بھی تو فوراً ترک کر دی۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بڑے شوق سے دروازے پر ایک منقش و مصور پردہ لٹکایا تو جب رسول اللہ ﷺ نے گھر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو پردہ پر نظر پڑی، پردے پر نگاہ پڑنے کی دیر تھی کہ فوراً آپ کے چہرہ انور سے ناراضگی و ناگواری کے اثرات ظاہر ہو گئے۔

یہ دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سہم گئیں عرض کی یا رسول اللہ! قصور معاف مجھ سے کیا خطا سرزد ہو گئی؟ آپ نے فرمایا کہ ”جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں فرشتے داخل

تھیں ہو گے " یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً پردہ چاک کر ڈالا اور اس کو مصرف میں لے آئیں۔ رواہ النسائی کتاب الطلب بن یب قصہ وبیا (ص ۸۸۸)

حضرت عائشہؓ کا ایک شخص کو ڈانٹنا

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کی رشتہ دار عورتیں نوحہ کرنے لگیں ایک شخص نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی، آنحضرت ﷺ خود ان کے انتقال سے نہایت غمگین تھے فرمایا کہ انہیں منع کر دو۔ وہ شخص گیا اور ان کو نوحہ کرنے سے منع کیا لیکن وہ عورتیں نوحہ کرنے سے باز نہ آئیں اس شخص نے پھر آ کر حضور ﷺ سے عرض کیا کہ وہ نوحہ کر رہی ہیں اور منع کرنے پر بھی باز نہیں آ رہیں، رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا کہ انہیں جا کر منع کرو، اس شخص نے جا کر پھر منع کیا لیکن وہ اب بھی باز نہ آئیں اس شخص نے پھر بارگاہ رسالت کا رخ کیا اور تیسری بار آ کر رسول اللہ ﷺ سے ان عورتوں کے نوحہ کرنے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بات سن رہی تھیں انہوں نے غصہ میں اس شخص سے فرمایا کہ خدا تمہاری ناک خاک آلود کرے۔ نہ تو تم وہ کام کرتے ہو جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور نہ ہی آپ ﷺ کو تنگ کرنے سے باز آتے ہو۔

رواہ البخاری کتاب الجنائز باب من جلس عند المصیبۃ (۱/۱۷۳)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمانے کا مطلب یہ اگر تم اس کو کرنے سے قاصر ہو جس کا حکم تمہیں رسول اکرم ﷺ نے دیا ہے تو ان سے اپنا عاجز ہونا بیان کر دو تاکہ وہ کسی اور کو بھیجیں۔ رواہ البخاری شریف (۱/۱۷۳ حاشیہ نمبر ۱۲)

عظیم ماں عظیم بیٹی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن ہم سب بیویاں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں کہ اتنے میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تشریف لے آئیں اور ان کی چال بالکل رسول اکرم ﷺ کی چال تھی ذرا بھی فرق نہ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

کا بوسہ دیا، بڑے پرتپاک انداز سے استقبال کیا اور انہیں اپنے پاس بٹھا کر بٹھا لیا۔ پھر چپکے چپکے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ سن کر رونے لگیں ان کی بے قراری دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے پھر ان کے کان میں کوئی بات کہی جسے سن کر وہ ہنسنے لگیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا "فاطمہ! تمام بیویوں کو چھوڑ کر صرف تم سے رسول اکرم ﷺ نے اپنے راز کی بات کہی ہے اور تم روتی ہو۔ جب رسول اکرم ﷺ تشریف لے گئے تو میں نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے واقعہ دریافت کیا تو بولیں "میں باپ کا راز فاش نہیں کروں گی۔"

جب بعد میں آنحضرت ﷺ کا وصال پر ملال ہو گیا تو میں نے دوبارہ کہا "فاطمہ! میرا جو تم پر حق ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں اس دن کی بات مجھ سے کہو" حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بولیں کہ ہاں اب ممکن ہے۔ میرے رونے کا سبب یہ تھا کہ آپؐ نے مجھے اپنی جلد وفات کی اطلاع دی تھی۔ اور ہنسنے کا باعث یہ تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ "فاطمہ! کیا تم کو یہ بات پسند نہیں کہ تم دنیا کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔"

(رواہ مسلم باب الفضائل والبخاری کتاب الاستیذان کتاب تجرید البخاری ص ۲۴۳-۲۷۷)

سر مقتل وہ صدا کر چلی

یہود کے ایک مشہور قبیلے بنو قریظہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کیا تھا مگر اپنی سرشت کے مطابق اس معاہدے کی خلاف ورزی کر ڈالی اور وہ اس طرح کہ غزوہ خندق میں مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کی۔ پھر غزوہ خندق سے فارغ ہو کر مسلمانوں نے یہود قبیلہ بنو قریظہ پر حملہ کیا اور تقریباً سارے قبیلے کو گرفتار کر لیا۔ ان قیدیوں میں ایک عورت بھی تھی۔ اس عورت کو معلوم ہو چکا تھا کہ قتل کئے جانے والوں کی فہرست میں اس کا نام بھی شامل ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنی زندگی کے چند لمحات قبل سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بڑی بے فکری کے ساتھ باتیں کرتی رہی اور بات بات میں ہنستی رہی۔

اسی اثناء میں اس عورت کا نام پکارا گیا اور وہ اٹھ کر قتل گاہ کی طرف جانے لگی۔ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہاں جاتی ہو؟ کہنے لگی میں نے ایک جرم کیا تھا اس کی سزا کے لئے قتل گاہ میں جا رہی ہوں۔ چنانچہ وہ قتل گاہ میں گئی اور جرم کی پاداش میں اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ قتل سے چند لمحے قبل اس عورت کی ہنسی خوشی باتوں پر مجھے آج تک تعجب ہوتا ہے۔

البدایہ والنہایہ (۱۳۹/۴) کشف الباری کتاب المغازی (ص۴۹۹)

اس عورت کا نام "بنانہ" اور عورتوں میں سے صرف اس عورت کو قصاصاً قتل کیا گیا تھا کیونکہ اس عورت نے چھت سے چکی کا پاٹ گرا کر حضرت خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تھا۔ (کشف الباری کتاب المغازی)

واقعۂ افک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے مابین قرعہ اندازی کرتے تھے۔ جس کا نام قرعہ میں نکلتا رسول اکرم ﷺ اس کو اپنے ساتھ لے جاتے چنانچہ ایک غزوے میں آپ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا جس میں میرا نام نکلا تو میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی نزول حجاب کے بعد کا یہ واقعہ ہے۔ میں ہودج[1] سمیت اٹھائی جاتی اور ہودج میں بیٹھے ہونے کی حالت میں اتاری جاتی تھیں۔ ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہو کر لوٹے واپسی میں ہم لوگ مدینے کے قریب تھے کہ قافلے نے پڑاؤ ڈالا آخر شب میں رسول اللہ ﷺ نے روانگی کا اعلان کیا اعلان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اپنی اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر تیار ہو جائیں کہ قافلہ روانہ ہونے والا ہے چنانچہ میں اعلان سن کر اٹھی اور قضائے حاجت کے لیے چلی گئی۔ یہاں تک کہ میں لشکر سے کافی دور نکل گئی چنانچہ جب میں اپنی ضروریات سے فارغ ہو گئی اور اپنی سواری کے پاس آئی تو میں نے اپنے سینے کو ہاتھ لگایا تو دیکھا کہ میرا ہار "ظفار" کے موتیوں سے بنا ہوا

[1] "ہودج" ایک خاص قسم کے پردے کو کہتے ہیں جس کو سواری کے اوپر نصب کر دیا جاتا ہے تاکہ عورت اس میں با پردہ رہے۔ (فتح الباری ۴۵۹/۸)

ہار نہیں اور نہیں گر گیا ہے۔ میں اپنے ہار کو تلاش کرنے کے لئے واپس گئی ادھر ہار کی تلاش میں مجھے دیر ہوگئی اور ادھر ان لوگوں نے جو مجھے سوار کیا کرتے تھے میرے ہودج کو اٹھا کر میری سواری کے اونٹ پر رکھ دیا۔

وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں ہودج کے اندر موجود ہوں (کیونکہ اس زمانے میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں اور موٹی اور بھاری نہیں ہوتی تھیں۔ چونکہ غذا معمولی کھاتی تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ایسی ہی تھیں) اس لیے ہودج کو اٹھاتے ہوئے لوگوں کو ان کے ہلکے پن کے پیش نظر اس بات کا احساس ہی نہ ہوا کہ ہودج خالی ہے۔ نیز اس وقت میں کم عمر بھی تھی۔

الغرض لوگوں نے اونٹ کو اٹھایا اور روانہ ہوگئے۔ میں نے اپنا ہار لشکر کی روانگی کے بعد پالیا جب میں پڑاؤ کی جگہ پر آئی تو وہاں داعی تھا نہ مجیب۔ حتیٰ سب لوگ جا چکے تھے اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا تھا۔

میں نے اس خیال سے اپنی پرانی جگہ میں ہی بیٹھنے کا ارادہ کر لیا کہ وہ لوگ جب مجھے قافلے میں نہیں پائیں گے تو تلاش کرنے کے لیے اسی جگہ پر واپس آجائیں گے۔

فرماتی ہیں کہ میں اپنی جگہ پر ہی بیٹھی تھی کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوگیا رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی صفوان ابن معطل سلمی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے (تاکہ اگر لشکر سے کوئی چیز رہ جائے تو وہ اٹھالیں) وہ صبح کے وقت میری جگہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ایک سوئے ہوئے انسان کی پرچھائی دیکھی جب قریب آئے تو مجھے دیکھ کر پہچان گئے۔ کیونکہ پردے کے حکم نازل ہونے سے قبل وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔

جونہی انہوں نے مجھے دیکھا تو استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا ان کے استرجاع پڑھنے سے میں بیدار ہوئی اور استرجاع کے علاوہ میں نے کوئی کلمہ ان سے نہ سنا وہ سواری سے اترے اپنی سواری کو بٹھایا اور اس کی اگلی ٹانگ کو دبایا (تاکہ مجھے سوار ہونے میں آسانی ہو) میں اٹھ کر سوار ہوگئی۔ چنانچہ وہ سواری کو آگے سے کھینچتے ہوئے روانہ ہوگئے۔ حتیٰ کہ ہم لوگ دوپہر ہی لشکر کے پاس آئے۔ اس وقت لشکر نے ایک

جگہ پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔

پس میرے متعلق جس کو ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا اور جس شخص نے تہمت لگانے میں بڑا حصہ لیا وہ عبداللہ ابن ابی بن سلول تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم مدینہ طیبہ آ گئے، مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد میں ایک ماہ تک بیمار رہی، لوگوں نے اصحاب افک کے قول کو موضوع سخن بنا لیا تھا اور جگہ جگہ اس کے تذکرے ہو رہے تھے تاہم مجھے اس سلسلے میں کوئی علم نہیں تھا، البتہ بیماری کے دنوں میں مجھے یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ لطف و کرم اپنے ساتھ نہیں دیکھتی تھی جو بیماری کے وقت پہلے دیکھا کرتی تھی صرف اتنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے، سلام کرتے اور پوچھ لیتے کہ کیا حال ہے؟ اور پھر واپس تشریف لے جاتے۔

بس رسول اکرم ﷺ کے صرف اس طرز عمل سے مجھے قدرے شک ہوتا لیکن شر کی بات کا مجھے کوئی علم نہیں تھا۔

جب بیماری کی شدت میں کمی ہوئی اور میں کچھ صحت مند ہوئی تو اس وقت میں حضرت ام مسطح (رضی اللہ عنہا) کے ساتھ "مناصع"[1] کی طرف نکلی اور ہم قضائے حاجت کے لیے صرف رات کو نکلتے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب گھروں کے قریب بیت الخلاء بنانے کا رواج نہیں تھا۔ گھروں کے قریب بیت الخلاء بنانے سے ہمیں تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ میں اور ام مسطح نکلیں۔ جب ہم دونوں قضاء حاجت سے فارغ ہو کر گھر کی طرف آ رہی تھیں کہ ام مسطح اپنی بڑی چادر میں الجھ کر گر پڑیں۔ تو بولیں: "تعس مسطح" مسطح ہلاک ہو۔ میں نے ام مسطح سے کہا تم نے بہت برا جملہ کہہ دیا۔ کیا تم ایسے آدمی کو برا بھلا کہہ رہی ہو۔ جو بدر میں شریک ہوا ہے۔ اس پر ام مسطح نے کہا: اے بھولی! تو نے نہیں سنا کہ مسطح کیا کہتا پھرتا ہے؟

میں نے پوچھا وہ کیا کہتا ہے؟ تب انہوں نے تہمت لگانے والوں کی بات مجھ سے بیان کی جس سے میرا مرض اور بڑھ گیا جب میں گھر لوٹ آئی۔ تو رسول اللہ ﷺ میرے

---

[1] "مناصع" قضائے حاجت کی جگہ

پاس آئے اور سلام کرنے کے بعد فرمایا آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنے والدین کے ہاں جانے کی اجازت دیں گے؟ میرا مقصد یہ تھا کہ اس معاملہ کی تحقیق کروں۔ رسول ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔

چنانچہ میں اپنے والدین کے ہاں چلی گئی۔ میں نے گھر پہنچ کر اپنے والدین سے پوچھا اماں جی! یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا، بیٹی پریشان نہ ہو بخدا بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کوئی خوبصورت عورت اپنے مرد کے پاس ہو جو اس سے محبت کرتا ہو وہاں عورت کی سوتنیں بھی ہوں پھر بھی اس پر عیب نہ لگتے ہوں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا واقعی لوگ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں اس رات صبح تک روتی رہی، پوری رات نہ میرے آنسو تھمیں نہ مجھے نیند آئی۔ پھر میری یہی حالت رہنے لگی نہ آنسو تھمتا اور نہ آنکھوں میں نیند کا سرمہ لگتا تھا، باپ خلعت و محبت سے سمجھاتے تھے کہ روتے روتے تمہارا کلیجہ نہ پھٹ جائے ماں دلاسہ دیتی رہتی تھیں اور ایک بار تو غیرت سے ارادہ کیا کہ کنویں میں گر کر جان دے دوں۔

اگرچہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی عفت و عصمت اور بے گناہی مسلم تھی تاہم شریروں کے منہ بند کرنے کے لئے تحقیق ضروری تھی، اس لئے رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) کو بلایا اس وقت تک وحی رکی رہی۔ سب یہ دونوں حضرات چونکہ گھر کے آدمی تھے اس لئے آپ ﷺ نے ان دونوں حضرات سے مشورہ کیا حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) نے تو رسول اللہ ﷺ کو ان کی اہلیہ کی پاکدامنی کے اپنے علم کے مطابق اور اہل بیت کے بارے میں جو کچھ علم تھا انہوں نے اسی کے موافق مشورہ دیا چنانچہ انہوں نے عرض کیا: "حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی اہلیہ ہیں ہم ان کے بارے میں صرف خیر ہی جانتے ہیں۔ گویا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے مشورہ میں آپ ﷺ کی تسکین کا سامان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اظہار تھا۔

البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں فرمائی۔ یعنی اگر واقعی ان کی بناء پر عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف

سے دل میں کچھ تکدر بھی ہو گیا ہو تو عورتیں اور بہت ہیں اور آپ کا یہ تکدر اس طرح بھی دور ہو سکتا ہے کہ آپ خادمہ سے پوچھ لیجئے وہ آپ کو صحیح صحیح اور سچی سچی بتا دے گی۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرۃ (رضی اللہ عنہا) کو بلایا۔ حضرت بریرۃ رضی اللہ عنہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہتی تھیں اور ان کے حالات سے اچھی طرح واقف تھیں۔ وہ حاضر خدمت ہوئیں آپ نے ان سے فرمایا کہ بریرۃ! عائشہ سے متعلق کوئی ایسی چیز تو نے دیکھی ہے جس نے تجھے شک میں ڈالا ہو؟ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا "قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے (ان میں) کبھی کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جو معیوب ہو بس اتنی سی بات دیکھی ہے کہ وہ کم سن بچی ہیں اپنے گھر کے آٹے کو کھلا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری آکر وہ آٹا کھا جاتی ہے۔ یعنی وہ اتنی سیدھی سادی ہیں ان کی پاکدامنی اور عفت و طہارت میں کیا شک ہو سکتا ہے؟

حضور اقدس ﷺ نے اسی دن عبداللہ بن ابی کے خلاف مدد طلب کرتے ہوئے برسر منبر خطاب فرمایا۔

"یا معشر المسلمین! کون ہے جو اس شخص کے مقابلہ میں میری مدد کرے جس کی جانب سے مجھے میرے اہل خانہ کے متعلق تکلیف پہنچی ہے خدا کی قسم! میں اپنے اہل کے بارے میں صرف خیر کو جانتا ہوں اور ان لوگوں نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق بھی میں صرف نیکی اور خیر کا علم رکھتا ہوں اور وہ تو میرے گھر میں داخل ہی نہیں ہوئے مگر صرف میرے ساتھ"

حضور اقدس ﷺ کا یہ خطاب سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا "یارسول اللہ! میں آپ کی مدد کروں گا اگر اس شخص کا تعلق قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے تو آپ جو حکم بھی فرمائیں گے ہم آپ کا حکم بجا لائیں گے۔

اس پر قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اب صورتحال یہ تھی حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی چچا زاد بہن تھی

تھیں اور چونکہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ اس تہمت میں شریک تھے اس لئے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ہم پر تعریض کی ہے۔ چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: "تم نے غلط کہا، بخدا تم اس کو قتل کر سکتے ہو اور نہ تم اس کے قتل پر قدرت رکھتے ہو اگر وہ تہمت لگانے والا تمہارے قبیلے سے ہوتا تو تم اس کا قتل ہرگز نہ چاہتے" تو گویا مطلب یہ ہے کہ چونکہ تہمت لگانے والے کا تعلق ہمارے قبیلے سے ہے اس لیے تم قتل کی بات کر رہے ہو۔

اتنے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: خدا کی قسم تم نے غلط کہا ہے، بخدا ہم اس کو ضرور قتل کریں گے تم منافق ہو جب ہی تو منافقوں کی طرف سے لڑتے ہو"

اس تو تکرار اور باہمی چپقلش کی وجہ سے اوس اور خزرج دونوں قبیلے بھڑک اٹھے حتیٰ کہ انہوں نے آپس میں لڑنے کا ارادہ کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ منبر پر سے انہیں خاموش کراتے رہے حتیٰ کہ سب خاموش ہو گئے اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس روز بھی پورے دن روتی رہی کسی طرح بھی نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ میں دو راتیں اور ایک دن مسلسل روتی رہی اس عرصے میں نہ تو میرے آنسو بند ہوئے اور نہ نیند آئی ایسے معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی اتنے میں ایک انصاری خاتون نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی میں نے انہیں اجازت دے دی وہ بھی میرے پاس آ کر رونے لگی، ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے سلام کر کے تشریف فرما ہوئے۔ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی اس وقت سے حضور اکرم ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے ایک مہینہ تک حضور اکرم ﷺ پر میرے سلسلے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ آپ نے تشریف فرما ہونے کے بعد کلمہ شہادت پڑھا، پھر فرمایا:

"اما بعد! عائشہ! آپ کے بارے میں مجھے یہ بات پہنچی ہے اگر تم بری ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور تمہیں بری کر دیں گے، اور اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرو، کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں"

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بات پوری کی تو میرے آنسو ایسے خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا چنانچہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ کی بات کا جواب دیجئے۔ انہوں نے کہا، بخدا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ سے کیا کہوں؟ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا آپ جواب دیجئے انہوں نے بھی معذرت کرتے ہوئے کہا میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں آپ ﷺ سے کیا کہوں؟ اب مجبوراً مجھے خود عرض کرنا پڑا۔ اس وقت میں ایک کمسن لڑکی تھی اور قرآن شریف بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا میں نے کہا:

"بخدا، مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ لوگوں نے یہ بات سنی یہاں تک کہ وہ آپ کے دلوں میں بیٹھ گئی اور آپ نے اس کی ایک حد تک تصدیق بھی کر دی، اب اگر میں آپ سے کہوں کہ میں بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اس تہمت کا اعتراف کرلوں جس سے میرا بری ہونا اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے تو آپ لوگ کہیں گے اس نے صحیح بات کہہ دی، واللہ! اب میں اپنے اور آپ کے معاملے کی کوئی مثال بجز اس کے نہیں پاتی جو یوسف علیہ السلام کے والد (یعقوب علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں کو غلط بات سن کر فرمائی تھی کہ "فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون" اب میں صبر جمیل ہی کو اختیار کرتی ہوں اور جو کچھ آپ کہہ رہے ہو اس سلسلے میں اللہ ہی سے مدد طلب ہے"

یہ کہہ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ گئیں اور اپنے بستر پر لیٹ گئیں فرماتی ہیں کہ مجھے یہ یقین تھا کہ اللہ جل شانہ کو میری براءت کا علم ہے اور وہ میری براءت فرمائیں گے لیکن خدا کی قسم! یہ بات تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ اللہ جل شانہ میرے معاملے میں وحی متلو نازل فرمائیں گے کیونکہ میں اپنے آپ کو اس سے کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ جل شانہ میرے معاملے میں خود کلام فرمائیں، ہاں، مجھے یہ امید ضرور تھی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی خواب

دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری براءت کر دیں گے پس خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ ابھی اپنی اس مجلس سے نہیں اٹھے تھے اور نہ ہی گھر والوں میں کوئی اٹھا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی چنانچہ آپ کو اس شدت نے پکڑ لیا جو نزول وحی کے وقت آپ پر طاری ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ کی پیشانی مبارک سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے گرنے لگے، حالانکہ دن سردی کا تھا، یہ اس کلام الٰہی کے ثقل کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل کیا گیا۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جب یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ مسکرا رہے تھے چنانچہ سب سے پہلا کلمہ جو آپ نے فرمایا وہ یہ تھا "عائشہ! اللہ جل شانہ نے تمہاری براءت نازل کر دی" پس میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے تعظیم و اکرام کے طور پر کھڑی ہو جاؤ۔ میں نے کہا خدا کی قسم! میں نہیں کھڑی ہوں گی میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی حمد و شکر ادا کروں گی جنہوں نے میری براءت کا اعلان کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"إن الذين جاءو بالإفك عصبة منكم"

جب اللہ جل شانہ نے میری براءت کا اعلان ان آیات میں کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ جو کہ حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ پر قرابت داری اور غربت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے کہ بخدا میں آئندہ مسطح پر کبھی خرچ نہ کروں گا کہ اس نے بھی عائشہ پر تہمت لگائی ہے، پس یہ قرآن مجید کی آیت (ولا یأتل اولوا الفضل منکم سے غفور رحیم) تک نازل ہوئی اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں میری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کا خرچ دوبارہ جاری کر دیا اور کہا واللہ! ان کا یہ نفقہ کبھی بند نہیں کروں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے معاملے میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی دریافت کیا تھا کہ عائشہ کے متعلق تم کیا جانتی ہو؟ تو ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے کہا تھا "احمی سمعی و بصری، واللہ ما علمت الا خیرا"

یعنی میں اپنے کانوں کو ایسی فضول باتیں سننے سے اور اپنی نگاہ کو ناپسندیدہ مناظر دیکھنے سے محفوظ رکھتی ہوں خدا کی قسم! مجھے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں کوئی بات سوائے بھلائی اور خیر کے معلوم نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) میں سے ایک زینب (رضی اللہ عنہا) ہی ایسی تھیں جو میرا مقابلہ (حسن و جمال، عقل و ذکاوت وغیرہ میں) کرتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ورع و تقویٰ کی وجہ سے ان کی حفاظت فرمائی۔

رواہ البخاری کتاب الشہادت، کتاب الانبیاء، کتاب التفسیر تفسیر سورۃ النور، قم الحدیث (۴۷۵۰)

آپؓ کی شان میں نازل شدہ آیات:

"ان الذین جاء و بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرالکم بل ھو خیر لکم لکل امری منھم ما اکتسب من الاثم و الذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم.

لو لااذ سمعتموہ ظن المومنون و المومنت بانفسھم خیرا و قالوا ھذا افک مبین. لو لا جاء و علیہ باربعۃ شھداء فاذلم یاتوا بالشھداء فاولئک عند اللہ ھم الکذبون.

ولو لافضل اللہ علیکم و رحمتہ فی الدنیا و الاخرۃ لمسکم فی ما افضتم فیہ عذاب عظیم" (سورۃ النور، پ۱۸)

(ترجمہ) "جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے وہ تمہارے میں ایک گروہ ہے۔ تم اس (طوفان بندی) کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو۔ بلکہ یہ (باعتبار انجام کے) تمہارے حق میں بہتری بہتر ہے ان میں سے ہر شخص کو جتنا کسی نے کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور ان میں جس نے اس (طوفان) میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کو سخت سزا ہوگی۔ جب تم لوگوں نے بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے آپس والوں کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا اور یوں کیوں نہ کہا

کہ یہ صریح جھوٹ ہے۔ یہ لوگ کیوں نہ چار گواہ لے کر آئے۔ سو
جس صورت میں یہ گواہ نہیں لائے تو یہ لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے
ہیں۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا کرم و فضل نہ ہوتا دنیا میں اور آخرت میں
تو جس شغل میں تم پڑے تھے اس میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا۔

(تسہیل خلاصہ ترجمہ حضرت حکیم الامت)

اگر جنت میں میری رفاقت مطلوب ہے تو.....!

ایک دن رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں کسی نے چند کھجوریں بھیجیں جن کی تعداد حدیث مبارک میں ۹ یا ۱۱ ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کئی دن کے فاقے سے تھے بھوک کے باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دو کھجوریں خود کھا لیں بقیہ رسول اللہ ﷺ کے لیے رکھ دیں۔ جب حضور اکرم ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ کھجوریں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے کھجوریں تناول فرمائیں پھر بعد میں خیال آیا تو پوچھا عائشہ! تم نے بھی کچھ کھایا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے رب کی رضا کافی ہے۔

آنحضرت ﷺ سمجھ گئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کچھ نہیں کھایا ہے آپ کو بہت افسوس ہوا فرمایا عائشہ! تم نے کھجوریں کھا لی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ششدر رہ گئیں اور عرض کی اللہ کے رسول ﷺ نے کیسے جان لیا؟ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک حرکت میں آئے اور دعا کی اے اللہ! عائشہ کی اس نیکی کو قبول فرما۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں بھی آپ کی بیوی بنائے۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں میری رفاقت مطلوب ہے تو پھر زاہد اور صابر بن جاؤ کل کے لیے سامان جوڑ کر نہ رکھو جو ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا کرو۔

حضور ﷺ کے اس ارشاد مبارک کو سننے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زندگی

پھر آپ اس ارشاد مبارک کو حرزِ جان بنائے رکھا اور دل و جان سے اس پر عمل پیرا رہیں۔
(مستدرک حاکم)

بہن، بھائی سے ایثار کا معاملہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ''مقام غابہ'' میں موجود اپنے کھجور کے درختوں میں سے بیس وسق کھجور انہیں بطور تحفہ دینے کے لیے مخصوص کر لیے تھے۔ لیکن جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا بیٹی! بخدا دنیا میں میرے لیے تم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے اور نہ ہی میرے بعد تمہاری تنگ دستی سے بڑھ کر کسی اور کے لیے کوئی چیز تکلیف دہ ہے۔

میں نے تم کو دینے کے لیے بیس وسق کھجور مخصوص کر رکھے تھے، اگر تم نے وہ کھجور اتروا لیے ہیں اور ان کا ذخیرہ کر لیا ہے تو پھر وہ تمہارے ہیں ورنہ آج کے بعد یہ وراثت کا مال ہے، اور اس کے وارث تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ اس لیے اس متروکہ مال کو میرے بعد کتاب اللہ کے مطابق تقسیم کر لینا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابا جان! اگر آپ مجھے اس سے بھی زیادہ مال بطور عطیہ دے دیتے تو میں پھر بھی میراث کی تقسیم کی خاطر اس مال سے دست بردار ہو جاتی۔ لیکن ابا جان! میری ایک بہن تو اسماء ہوئی دوسری بہن کون سی ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری دوسری بہن وہ ہے جو میری بیوی حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اراھا جاریۃ'' میرا خیال ہے کہ بچی پیدا ہوگی۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا اور ام کلثوم بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا اس حمل سے پیدا ہوئیں۔ (سنن بیہقی ج ۶ ص ۱۷۰، ۱۷۸ ملخص)

ایک لاکھ درہم ایک دن میں راہِ خدا میں تقسیم

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ سے زائد درہم پیش

آتی تھی اور کبھی نہیں آتی تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ سے اپنے خاوند کی شکایت یوں کرتی تھیں کہ یا رسول اللہ! میرے خاوند نے میرا سارا مال کھالیا ہے اور میری جوانی ختم کر دی اور میرے پیٹ سے اس کے بہت سے بچے پیدا ہوئے یہاں تک کہ جب میری عمر زیادہ ہوگئی اور میرے بچے ہونے بند ہو گئے تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ (ظہار طلاق کی ایک قسم ہے) اے اللہ! میں تجھ سے اس کی شکایت کرتی ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ابھی وہاں سے اٹھی نہیں تھیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آ گئے:

"قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجها" (المجادلہ:۱)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی اور (اپنے رنج وغم) کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا (اور) اللہ (تو) سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

(رواہ البخاری کتاب التوحید، تفسیر ابن کثیر ص ۳۲۸/۴، بیہقی)

دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں تو اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کے سر مبارک کا دایاں حصہ دھو رہی تھیں حتی کہ جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے لگیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کا بائیں جانب دھونے لگیں اور انہوں نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم بات کو ختم کرو اور شکوہ شکایت کرنا چھوڑ دو کیا تم رسول اقدس ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف نہیں دیکھتی؟ اتنی دیر میں سلسلۂ وحی منقطع ہوا اور آپ نے اس عورت کے شوہر کو بلا کر آیات ظہار سنائیں۔ (تفسیر خازن ۴/۲۵۵)

تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہ رکھے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں جہنم کو یاد کر کے رونے لگی۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا میں جہنم کو یاد کر کے رو رہی ہوں کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا۔

ایک تو اعمال کے ترازو کے پاس جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اس کا ترازو (نیک اعمال کی وجہ سے) ہلکا ہوگا یا (گناہوں کی وجہ سے) بھاری ہوگا۔

دوسرے اعمال نامے ملنے کے وقت کوئی کسی کو یاد نہ رکھے گا۔ جسے اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا لو میرا اعمال نامہ پڑھو یہاں تک کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں آئے گا یا بائیں میں اور (سامنے سے ملے گا) یا پشت کے پیچھے سے۔

تیسرے پل صراط کے پاس کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا۔ جب پل صراط جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا اس کے دونوں کناروں پر بہت سارے آنکڑے اور کانٹے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہیں گے ان آنکڑوں اور کانٹوں میں پھنسا کر روک لیں گے۔ یہاں تک کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس سے نجات پاتا ہے یا نہیں۔

(مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ [illegible])

﴿خواتین انصار کی تعریف﴾

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھیں اور ہم نے قریش کی عورتوں کا تذکرہ کیا اور ان کے فضائل بیان کیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا واقعی قریش کی عورتوں کو بڑے فضائل حاصل ہیں لیکن اللہ کی قسم! اللہ کی کتاب کی تصدیق کرنے اور اس پر ایمان لانے میں انصار کی عورتوں سے آگے بڑھا ہوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

جب ”سورۃ نور“ کی یہ آیت نازل ہوئی:

”وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ“ (سورۃ نور: ۳۱)

”اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں“

تو انصار مردوں نے گھر جا کر اپنی عورتوں کو حکم خداوندی سنایا جو اللہ تعالیٰ نے اس

آیت میں نازل فرمایا ہے۔ اور صورتحال یہ تھی کہ ہر آدمی اپنی بیوی، اپنی بیٹی، اپنی بہن اور اپنی ہر رشتہ دار عورت کو یہ آیت پڑھ کر سنا تا۔ ان میں سے ہر عورت یہ حکم سنتے ہی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیت پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے کے لیے فوراً کھڑی ہو کر منقش چادر سے سراس میں لپٹ جاتی۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز میں یہ سب چادروں میں ایسی لپٹی ہوئی آئیں کہ گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (رواہ ابوداؤد وابن ابی حاتم، وفی التفسیر ابن کثیر)

حضرت ام المومنینؓ کا تلاوت قرآن حکیم سننا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات مجھے حضور اکرم ﷺ کے پاس آنے میں دیر ہوگئی۔ جب میں آپ کے پاس گئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: تم کہاں تھیں؟ میں نے عرض کیا آپ کے ایک صحابی مسجد میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ میں ان کی تلاوت کو سن رہی تھی۔ (اس لئے حاضر ہونے میں دیر ہوگئی) میں نے اس جیسی آواز اور اس جیسی قراءت آپ کے کسی اور صحابی سے نہیں سنی۔

رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے تو آپ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اٹھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پاس جا کر غور سے اس صحابی کی قراءت سنی پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"یہ ابو حذیفہ (رضی اللہ عنہ) کے غلام سالم (رضی اللہ عنہ) ہیں تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں اس جیسے آدمی بنائے ہیں" (مستدرک حاکم، حیاۃ الصحابہ ج۳)

حضرت ام المومنینؓ میدان جہاد میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و کمالات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے آپ جہاں ایک فقیہ، مجتہد، زاہد، عابد تھیں سید الانبیاء، امام الانبیاء (ﷺ) کی حرم شریف خاتون تھیں وہیں آپ کی زندگی مجاہدانہ کارناموں سے بھی لبریز ہے۔

۳ ہجری کا واقعہ ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر ایک اتفاقی غلطی سے مسلمانوں کی فتح شکست سے بدلنے لگی اسی اثناء میں امام الانبیاء ﷺ کے شہید ہونے کی غلط خبر بھی مشہور ہوگئی۔ مدینہ طیبہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ دیگر خواتین بے خوف و خطر، جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان جنگ کی طرف بھاگیں۔

میدان کارزار میں پہنچ کر سرور کائنات ﷺ کے زخموں کو پانی سے دھویا۔ پھر پانی کے مشکیزے بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوہ احد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا وہ پائنچے چڑھائے ہوئے ہیں اور ان کی پنڈلی کی جھانجن نظر آ رہی ہے۔

پھر دوسرے اصحاب (رضی اللہ عنہم) جو ادھر منتشر ہو چکے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے تو یہ خواتین اسلام واپس مدینہ طیبہ تشریف لے آئیں۔

(تاریخ طبری ۱۰۰۳ حیاۃ الصحابہ ج۳)

﴿حیرت کا نقش بن گئے ہم ان کو دیکھ کر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ اپنے نعلین مبارک کو بنفس خود پیوند لگا رہے تھے۔ اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ اتفاق سے میری نظر امام الانبیاء ﷺ کے چہرہ انور کی طرف گئی تو میں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے چند قطرات نمایاں ہیں اور پسینہ کے اندر ایک نور ہے جو ابھر رہا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے لئے یہ ایک ایسا خوبصورت منظر تھا کہ میں حیرت و تعجب سے پوری دلجمعی کے ساتھ کافی دیر تک آقا ﷺ کی جبین مبارک کا دیدار کرتی رہی۔

اچانک رسول اللہ ﷺ نے جو نظر مبارک اٹھا کر میری طرف دیکھا (کہ میں آپ کی طرف حیرانگی کے ساتھ دیکھ رہی ہوں) تو فرمایا: عائشہ! کیا بات ہے۔ کیوں حیران ہو کر میری طرف دیکھ رہی ہو؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا ہے کہ آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرات ہیں اور ان قطرات میں ایک چمکتا ہوا نور دمک رہا ہے۔ اس خوش کن اور مبارک منظر نے مجھے آپ کی طرف دیکھتے رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ شاعر ابو کبیر ہذلی (زمانہ جاہلیت کا مشہور شاعر) آپ کو دیکھ لیتا تو اسے معلوم ہوتا کہ اس کے اشعار کا مصداق رسول اللہ ﷺ ہی کی ذات اقدس ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سناؤ تو ان کے شعر کیا ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو ابو کبیر ہذلی کے یہ اشعار سنائے

ومبرأ من كل غبر حيضة وفساد مرضعة وداء مغيل

وإذا نظرت إلى أسرة وجهه برقت كبرق العارض المتهلل

(ترجمہ) ''وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے پاک ہے اس کے روشن چہرے کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ نور اور روشنی برق جلوہ دے رہی ہے''

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ اشعار سنے تو جو کچھ ہاتھ میں تھا وہ رکھ دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جو لطف و راحت مجھے تیرے کلام سے حاصل ہوئی ہے اس قدر مسرت و سرور تجھے میرے کلام سے بھی حاصل نہ ہوا ہوگا۔

[illegible] (ص ۲۵۴)

﴿رازدارِ نبوت (ﷺ)﴾

ایک مرتبہ رسول ﷺ نے قریش سے جہاد کا ارادہ فرمایا۔ تنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ جہاد کے سفر پر جانے کی تیاری کریں۔ اور اس بات کو پوشیدہ رکھیں کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ خود بھی جہاد کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

کچھ دیر کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ وہ اس وقت گندم چھان رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کیا ارادہ ہے کیا رسول اللہ ﷺ نے تیاری کا حکم فرمایا ہے؟ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش

لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے آرام کے خیال سے ہل بھی نہ سکیں بلکہ اپنی پہلی حالت پر بیٹھی رہیں تا کہ آنحضرت ﷺ کی استراحت فرمانے میں کوئی خلل نہ واقع ہو جائے۔

جب آنحضرت ﷺ بیدار ہوئے تو واقعہ معلوم ہوا۔

اسی اثناء میں تاریخی وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ کہ پہلے تو نماز کے لیے صرف وضو ہی پاکی کا ذریعہ تھا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار گم ہونے کی وجہ سے قافلے کو بے آب و گیاہ وادی میں ٹھہرنا پڑا جہاں وضو تک کے لئے پانی میسر نہ تھا۔ چنانچہ حکم آ گیا کہ مذکورہ صورتوں میں وضو کے بجائے تیمم کر کے بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغآئط او لمستم النسآء فلم تجدوا مآء فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوھکم و ایدیکم ان اللہ کان عفوا غفورا" (النساء ۴۳)

(ترجمہ) "اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت بشری سے فارغ ہو کر آیا ہے یا تم نے عورتوں سے ملاقات شرعی کی ہے اور تم پانی نہیں پاتے تو پاک مٹی کا قصد کرو۔ (یعنی پاک مٹی سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرو) اور اس میں سے کچھ ہاتھ اور چہرے پر پھیر لو بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے"

چند لمحے قبل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشانی کا شکار تھے اور پانی میسر نہ آنے کی وجہ سے مشقت سے دوچار تھے لیکن اب صورتحال یکسر بدل چکی تھی۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دل خوشی و مسرت سے باغ باغ ہو گیا۔ اور تمام حضرات اپنی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعائیں دینے لگے اور جب قافلہ کی روانگی کے لیے اونٹ کو کھڑا کیا گیا تو ہار اونٹ کے نیچے پڑا ہوا مل گیا۔ (رواہ البخاری کتاب التیمم ۱/۴۸)

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اللہ آپ

کو جزائے خیر دے۔ خدا کی قسم! آپ کے متعلق جب بھی کوئی واقعہ پیش آیا اللہ نے اس سے
خلاصی کا راستہ نکالا اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت رکھی۔

(بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشہ ۱/۵۳۲ ح ۳۷۷۳)

﴿آپؓ کا ایک دعا سیکھنے کے شوق میں پریشان ہونا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عائشہ! کیا
تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسا نام بتا دیا ہے کہ جب اس کے ذریعے دعا کی
جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرما لیتے ہیں۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے وہ دعا
سکھا دیں۔

آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! وہ دعا تیرے لئے مناسب نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ میں ایک طرف ہٹ کر پریشان ہو کر بیٹھ گئی۔ پھر اٹھی اور عرض کیا یا رسول اللہ!
آپ مجھے وہ دعا سکھا دیں۔ آپؐ نے فرمایا تیرے لئے مناسب نہیں کہ میں تجھے وہ دعا
سکھا دوں اور تو اس کے ذریعے دنیا کی کسی چیز کا سوال کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں کھڑی ہوگئی میں نے وضو کیا
اور دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَدْعُوْكَ اللّٰهَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ
وَاَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِيْمَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى
كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ“

(ترجمہ) ”اے اللہ! میں تجھ کو ”اللہ“ کہہ کر پکارتی ہوں اور تجھ کو
”رحمان“ کہہ کر پکارتی ہوں اور میں تجھے کو محسن اور رحیم کہہ کر پکارتی
ہوں اور میں تجھے تیرے تمام اچھے ناموں کے ساتھ پکارتی ہوں جو
نام میں ان ناموں میں سے جانتی ہوں وہ جن کو نہیں جانتی ہوں۔

تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر دے"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ یہ دعا سن کر مسکرائے۔ پھر آپؐ نے فرمایا عائشہ! وہ مبارک نام ان ہی ناموں میں سے ہے جن ناموں کے ساتھ تو نے دعا کی ہے۔ (حیاۃ الصحابہ: ۲۵۹/۳)

حضرت ام المومنینؓ اور علم طب

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا: میں آپ کے معاملے میں جتنا سوچتا ہوں اتنا ہی مجھے تعجب ہوتا ہے۔ آپ مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والی نظر آتی ہیں تو میں کہتا ہوں اس میں کیا بات ہے (یعنی یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ) آپ تو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں (آپؓ کو دین کی سب سے زیادہ سمجھ والا ہونا ہی چاہیے) آپ مجھے عرب کی لڑائیوں کو ان کے نسب ناموں کو، اور ان کے اشعار کو جاننے والی نظر آتی ہیں تو میں کہتا ہوں اس میں کیا بات ہے؟ آپؓ کے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) قریش کے بہت بڑے عالم تھے۔ (لہٰذا ان کی بیٹی کو بھی ایسا ہونا ہی چاہئے)

لیکن! مجھے تعجب اس بات پر ہے کہ آپؓ "طب" بھی جانتی ہیں یہ آپؓ نے کہاں سے سیکھ لی؟۔۔۔۔۔ انہوں نے پیار سے میرا ہاتھ پکڑ کر (اور پیار سے نام بدل کر) فرمایا اے عریہ! جب حضور ﷺ کی بیماریاں زیادہ ہو گئیں تو عرب و عجم کے اطباء ان کے پاس دوائیاں بھیجنے لگے۔ اس طرح میں نے علم طب سیکھ لیا۔ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دوائیوں سے حضور اکرم ﷺ کا علاج کیا کرتی تھیں یہاں سے انہوں نے طب بھی سیکھ لی۔ (مسند احمد، اوسط الکبیر)

یہ دعا تو میں اپنی امت کے لئے ہر نماز میں مانگتا ہوں

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ بہت خوش ہیں

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں۔ چنانچہ آپ نے یہ دعا فرمائی:

"اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما اور جو اس نے چھپ کر کئے اور جو اس نے علی الاعلان کئے وہ بھی سب معاف فرما"

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس دعا سے بہت زیادہ خوش ہوئی یہاں تک کہ میں خوشی کے مارے لوٹ پوٹ ہونے لگی جس سے میرا سر میری گود میں چلا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں میری دعا سے بہت خوشی ہو رہی ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے آپ کی دعا سے خوشی کیوں نہ ہو؟

آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ دعا تو میں اپنی امت کے لئے ہر نماز میں مانگتا ہوں۔

(حیاۃ الصحابہ سوم (۳/۴۹۲)

گیارہ عورتوں کا قصہ

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گیارہ عورتوں کا قصہ سنایا آپ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہ سہیلیاں آپس میں یہ معاہدہ اور اقرار کیا کہ وہ اپنے اپنے خاوندوں کی کوئی بات نہ چھپائیں گی اور پورا پورا حال سچ سچ بیان کریں گی۔

ان گیارہ عورتوں کے نام صحیح روایات سے ثابت نہیں اگرچہ بعض روایات میں بعض کا نام آیا ہے پھر ان کے ناموں میں بہت اختلاف ہے اس لئے نام حذف کر دیئے گئے یہ عورتیں یمنی یا حجازی تھیں ان کے خاوند دوسری جگہوں پر اپنی اپنی ضرورت سے گئے ہوئے تھے یہ خالی تھیں تو دل بہلانے کے لئے بیٹھ گئیں اور باتیں شروع ہو گئیں۔ ہر ایک عورت نے اپنے اپنے شوہر کا حال بیان کر دیا۔

پہلی عورت:

پہلی عورت نے کہا میرا خاوند ناکارہ دبلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے جو ایک دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو نہ پہاڑ کا راستہ آسان ہے جس کی وجہ سے وہاں چڑھنا

ممکن ہو اور نہ ہی وہ گوشت ایسا عمدہ ہے کہ تکلیف اٹھا کر لایا جائے۔

یعنی اس عورت کا خاوند بے کار آدمی ہے اس میں کوئی خوبی نہیں ہے، برائے نام کسی کام کا ہو بھی تو بد خلق اور متکبر اتنا ہے کہ اس تک رسائی مشکل ہے، نہ سمتے بن پڑے نہ چھوڑتے بن پڑے۔

دوسری عورت بولی:

میں اپنے خاوند کا حال نہیں بتا سکتی۔ میں ڈرتی ہوں کہ اگر اس کے عیوب بیان کرنے شروع کروں تو پورے نہ بتا سکوں گی کیونکہ اگر بتاؤں تو ظاہری اور باطنی سب عیوب بیان کر دوں۔

یعنی دوسری عورت نے اپنے شوہر کو سراپا عیب قرار دیتے ہوئے اجمالاً اس کے عیب بیان کر دیئے اور تفصیل سے معذرت کرلی۔

تیسری عورت بولی:

میرا خاوند لمبا ہے یعنی احمق بیوقوف ہے اگر میں کسی بات پر بول پڑوں تو فوراً طلاق اور اگر چپ رہوں تو لٹکی رہوں یعنی زبان سے کوئی ضرورت بیان کروں تو طلاق کا خدشہ ہے اور اگر خاموش رہوں تو اس کو میری پروا نہیں ہوتی۔ نہ شوہر والیوں میں شمار نہ بے شوہر والیوں میں کہ کوئی دوسری جگہ تلاش کروں۔

چوتھی عورت گویا ہوئی:

میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح ہے یعنی معتدل المزاج ہے نہ گرم ہے نہ ٹھنڈا اس سے کسی قسم کا خوف ہے نہ ملال۔

گویا اس عورت نے اپنے شوہر کی تعریف کی ہے کہ اس کا شوہر میانہ روی اور اعتدال کے راستے پر چلنے والا ہے نہ زیادہ چاپلوسی کرتا ہے اور نہ ہی بیزار رہتا ہے۔

پانچویں عورت نے کہا:

میرا خاوند جب گھر آتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر بن جاتا ہے

اور جو کچھ مال واسباب گھر میں چھوڑ کر جاتا ہے اس کے بارے میں پوچھتا بھی نہیں ہے۔

اس عورت نے بھی اپنے خاوند کی تعریف کی ہے کہ وہ گھر میں آ کر بے خبر ہو جاتا ہے، نہ خفا ہوتا ہے، نہ کسی چیز میں دخل دیتا ہے اور گھر میں جو کھانے پینے کی اشیاء ہوں ان کے متعلق باز پرس نہیں کرتا۔

چھٹی عورت نے کہا:

میرا خاوند اگر کھاتا ہے تو سب نمٹا دیتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے اور لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے میری طرف اپنا ہاتھ تک نہیں بڑھاتا تاکہ میرا دکھ درد جان سکے۔

اس عورت نے اپنے خاوند کی مذمت بیان کی ہے کہ اس کو بیل کی طرح کھانے پینے کے سوا کوئی کام نہیں آتا اور عورت کی خبر گیری کی فکر کرتا ہے۔

ساتویں عورت کہنے لگی:

میرا خاوند صحبت سے عاجز اور نامرد ہے اور اتنا احمق ہے کہ بات بھی نہیں کر سکتا ہر بیماری اس میں موجود ہے اور ظالم بھی ایسا ہے کہ میرا سر پھوڑ دے یا جسم زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔

اس عورت نے بھی اپنے خاوند کی مذمت بیان کی ہے کہ وہ حق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہے بات کریں تو گالی دے مذاق کریں تو سر پھوڑ دے ناراض ہو تو اعضاء توڑ ڈالے یا سب ظلم ہی کر ڈالے۔

آٹھویں عورت نے کہا

میرا شوہر خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہے اور چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے۔

اس عورت نے اپنے شوہر کی مدح سرائی کی ہے کہ اس کا ظاہر اور باطن دونوں اچھے ہیں۔ نرم مزاج ہے کہ نام کو غصہ نہیں، نازک بدن اور خوشبودار جسم والا ہے کہ لپٹنے کو دل چاہے۔

نویں عورت کہنے لگی:

میرا خاوند اونچے محل والا، اونچے قد والا اور بڑی راکھ والا ہے اور اس کا مکان

بھرے رہتے ہیں اس کا مکان نہایت وسیع ہے یعنی وہ بڑی مالدار اور بڑی فراخدل خاتون ہے۔

ابو زرع کا بیٹا! سو کیا خوب ہے ابو زرع کا بیٹا اس کی خواب گاہ کسی ہوئی تلوار کی طرح باریک ہے بکری کے بچہ کا ایک دست اس کو آسودہ کر دیتا ہے۔ یعنی بہادر ہے، سپاہیانہ زندگی گذارتا ہے کہ ذرا سی جگہ میں تھوڑا بہت لیٹ جاتا ہے اسی طرح کھانے میں بھی اس کی غذا مختصر اور قلیل ہے۔

ابو زرع کی بیٹی! بھلا اس کی کیا بات ہے وہ باپ کی تابعدار، ماں کی فرمانبردار، اپنے لباس کو بھرنے والی یعنی صحتمند اور موٹی تازی ہے۔ اور اپنی سوکن کی جلن ہے یعنی اپنے خاوند کی پیاری ہے اس واسطے اس کی سوکن اس سے جلتی اور کڑھتی رہتی ہے۔

ابو زرع کی باندی کا کیا کمال بتاؤں ہمارے گھر کی بات کبھی بھی باہر جا کر نہیں کہتی کھانے تک کی چیز بھی بلا اجازت خرچ نہیں کرتی اور ہمارا گھر کوڑے سے آلودہ نہیں کرتی۔ یعنی مکان کو صاف وشفاف رکھتی ہے۔

یہ ہماری حالت تھی مزے سے دن گزر رہے تھے ایک روز صبح کے وقت جبکہ دودھ کے برتن بلوئے جا رہے تھے کہ ابو زرع گھر سے نکلا تو راستہ میں وہ ایک عورت سے ملا جس کے ساتھ چیتے جیسے دو بچے تھے جو اس کی گود میں دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ پس وہ ابو زرع کو کچھ ایسی پسند آئی کہ اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس عورت سے نکاح کر لیا۔

ابو زرع کے مجھے طلاق دینے کے بعد میں نے ایک شریف سردار مرد سے نکاح کیا جو عمدہ گھوڑے کے شہسوار ہیں اور نیزہ باز ہے اس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانور اونٹ، گائے، بکری وغیرہ میں سے ایک ایک جوڑا مجھ کو دیا اور یہ بھی کہا ام زرع! خود بھی کھا اور اپنے میکے والوں میں بھی جو چاہے بھیج دے۔

لیکن بات یہ ہے کہ اگر میں اس کی ساری عطاؤں کو جمع کروں جو دوسرے خاوند نے دیا تو وہ سب ابو زرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ ہوں یعنی دوسرے خاوند کا احسان پہلے خاوند کے احسان سے نہایت کم ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کو گیارہ عورتوں کا قصہ سنا

جیسی تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسے ام زرع کے لئے ابوزرع تھا۔ یعنی میں ویسے ہی تیری خاطر کرتا ہوں۔ مگر میں تجھے طلاق نہیں دوں گا۔

اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان! ابوزرع کی کیا حیثیت ہے؟ آپ میرے لئے اس سے بہت بڑھ کر ہیں۔

(رواہ مسلم (جلد ۲) والبخاری (جلد ۲) والترمذی والنسائی فی الشمائل باب ما جاء فی کلام رسول اللہ (ص ۱۷))

﴿یوں بھی ہوتا ہے اظہار الفت﴾

ایک دفعہ ایک ایرانی پڑوسی نے آپ کی دعوت کی آپ نے فرمایا: عائشہ بھی میرے ساتھ ہوں گی۔ ایرانی نے کہا نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تو میں بھی تمہاری دعوت قبول نہیں کرتا۔

رسول اکرمؐ کے دعوت قبول نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس روز رسول اللہ ﷺ کے گھر میں فاقہ تھا اور (جس کی وجہ سے) آپؐ کے گھر والے بھوک کی تکلیف میں مبتلا تھے اس لئے آپؐ نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ بیوی کو گھر میں بھوکا چھوڑ کر خود شکم سیری فرمائیں۔

میزبان واپس چلا گیا اور دوبارہ حاضر ہوا اور پھر یہی سوال اور جواب ہوئے وہ پھر واپس چلا گیا۔

میزبان تیسری مرتبہ پھر حاضر ہوا آپؐ نے تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ عائشہ کی بھی دعوت ہوں گی؟ میزبان نے عرض کیا: جی ہاں۔ اس کے بعد آپؐ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے گھر تشریف لے گئے۔ پڑوسی نے دو دفعہ انکار اس لیے کیا تھا کہ ان کے پاس دعوت کا سامان ایک ہی آدمی کا تھا تیسری دفعہ میں وہ کچھ سامان کا انتظار کر کے حاضر خدمت ہوئے تھے۔

(رواہ مسلم کتاب الاشربہ جلد نمبر ۲)

﴿عمر آخرت کا چراغ﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! جب سے آپ نے مجھ سے منکر نکیر کی قست

آواز اور قبر کے بھینچنے کا تذکرہ فرمایا ہے اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہو رہی، اور قبر کا خیال اور فکر مجھے کھائے جا رہا ہے۔

یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا عائشہ! منکر نکیر کی آواز مومنوں کے کانوں کو ایسی اچھی لگے گی جیسے آنکھوں میں سرمہ اچھا لگتا ہے اور مومنوں کو قبر کا دبوچنا ایسا آرام دہ محسوس ہوگا جیسے شفقت والی ماں سے بیٹا درد سر کی شکایت کرے اور ماں آہستہ آہستہ دبانے لگیں اے عائشہ! اللہ کے معاملے میں شک کرنے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے۔

جانتی ہو وہ قبر میں کیسے دبوچے جائیں گے؟ پھر حضور اکرم ﷺ نے خود ہی فرمایا وہ اس طرح دبوچے جائیں گے جیسے بہت بڑا پتھر انڈے کو کچل دے۔ (شرح الصدور)

زندگی گزارنے کا ایک سنہری اصول

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پروردگار عالم نے حکمت و بصیرت کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپؓ سرور کائنات ﷺ کے ایک ایک فرمان پر عمل پیرا رہتی تھیں۔ جس کی ایک مثال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

"تم لوگوں کے ساتھ ان کے مقام کے مطابق برتاؤ کرو"

آپؓ اس فرمان کے مطابق عمل پیرا رہتی تھیں چنانچہ ایک مرتبہ ایک معمولی حیثیت کا سائل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آیا آپؓ نے اس کو روٹی کا ایک ٹکڑا دے دیا جسے لے کر وہ چلا گیا۔ اس کے بعد ایک اور سائل آیا جو صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوا تھا اور کسی قدر عزت دار معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ آپؓ نے اس کے رتبے کا خیال فرماتے ہوئے اس سائل کو بٹھا کر کھانا کھلایا اور پھر رخصت کر دیا۔

لوگوں نے آپؓ سے عرض کیا کہ ان دونوں آدمیوں کے ساتھ دو قسم کے برتاؤ کیوں کیے گئے؟ (کہ ایک کو روٹی کا ٹکڑا دے کر روانہ کر دیا اور دوسرے کو بٹھا کر کھانا کھلا کر رخصت کیا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ "لوگوں سے ساتھ ان کے حسب حیثیت معاملہ کیا کرو" (ابو داؤد کتاب الادب)

﴿کچھ اور ہی نظر آتا ہے یہ کاروبار جہاں﴾

حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک مسکین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ کھانے کو مانگا اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے انگور رکھے ہوئے تھے آپ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ انگور کا ایک دانہ لے کر اس کو دے دو۔

وہ شخص (انگور کے دانے کی طرف) حیرت و تعجب سے دیکھنے لگا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے اس دانے میں تمہیں کتنے ذرے دکھائی دے رہے ہیں! یہ فرما کر آپ نے اس آیت کو پڑھا

"فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ" (الزلزال ۷، پارہ ۳۰)

"سو جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا"

اگر غور کیا جائے تو اس مختصر سے واقعہ کے اندر نصائح و مواعظ کا ایک جہاں پوشیدہ ہے اگر انسان اپنے ہر ہر عمل کے بارے میں اس نقطہ نظر سے سوچنے لگ جائے چاہے وہ عمل کتنا ہی معمولی، حقیر، مختصر اور ادنیٰ سا کیوں نہ ہو؟ کہ مجھے اپنے ہر عمل پر بدلہ ملنے والا ہے۔ اگر نیک عمل ہے تو جزا اگر برا عمل ہے تو سزا ملے گی تو یہی خیال اور فکر ہی انسان کی دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

کچھ اور ہی نظر آتا ہے یہ کاروبار جہاں
نگاہ شوق اگر ہو شریک بینائی!

﴿آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا آپ کی دو بیویاں؟﴾

ابھی تک پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس وقت کی بات ہے کہ ایک دفعہ ایک بھدی سی اور معمولی شکل و صورت کا ایک جوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بیعت کی درخواست کی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے پاس تشریف رکھتی تھیں۔

اس جوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری دو بیویاں ہیں جو اس سرخ رنگ والی سے زیادہ خوبصورت ہیں (ان کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا) اگر آپ کی مرضی ہو تو میں ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہوں آپ اس سے نکاح کر لیں۔

اس نو مسلم کی پیش کش سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے از راہ مزاح اس نو مسلم سے کہا: بھائی! آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا آپ کی بیویاں زیادہ خوبصورت ہیں؟

وہ جوان بولے: میں ان دونوں سے زیادہ خوبصورت ہوں۔ جب وہ چلے گئے تو حضور اقدس ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس نو مسلم جوان کی اس سادگی کے عالم میں کی گئی پیش کش پر کافی دیر تک مسکراتے رہے یہ جوان صحابی رسول ﷺ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ تھے۔

(مستدرک حاکم)

محبت کی گرہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نکاح کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مجھے بیاہ کر گھر لائے تو ایک دن میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ کو میرے ساتھ کس قدر محبت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو تم سے اتنی زیادہ اور اس قدر مضبوط اور گہری محبت ہے جس طرح رسی کی گرہ پختہ اور مضبوط ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی کبھی آپ سے پوچھ لیا کرتی تھی کہ حضور! آپ کی محبت کی گرہ کس حال میں ہے؟

رسول اکرم ﷺ مسکرا کر فرماتے بہت اچھے حال میں ہے اور اس میں کوئی تبدیلی اور کمزوری نہیں آئی۔

(ایضاً)

دیکھا میں نے تم کو کیسے بچا لیا...!

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے گھر حاضر ہوئے تو دروازے میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اونچی آواز میں بات کرتے سنا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس بات پر (سخت) غصہ آیا جب اندر

نے عہد فرمایا کہ ایک ماہ تک ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نہیں ملیں گے۔

منافقین اسلام ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ لہٰذا انھوں نے یہ خیال کیا کہ حضور ﷺ نے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو طلاق دے دی ہے۔ اس خبر کو شہرت دی گئی۔ جب یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچی تو وہ سخت رنجیدہ اور غم زدہ ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ خبر سن کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت آنحضرت ﷺ ایک بان کی سادہ چارپائی پر لیٹے استراحت فرمارہے تھے اور آپ کے جسم اطہر پر بان کے نشانات پڑ چکے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت اپنے کو جذبات کو ضبط نہ کر سکی۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرات تسبیح کے دانوں کی طرح گرنے لگے۔ آپؓ نے اشک بار آنکھوں کے ساتھ عرض کیا

"یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟"

آپ نے فرمایا ایسی کوئی بات نہیں۔ حقیقت صداقت و عصمت کی ترجمان صاحب نبوت (ﷺ) سے یہ خبر سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بے ساختہ پکار اٹھے "اللہ اکبر" اور پھر یہ خوشخبری تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچا دی۔

جب ایلاء کی مدت یعنی ایک ماہ گزر گیا۔ تو آپ سب سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک ایک دن گن رہی تھیں۔ عرض کرنے لگیں یارسول اللہ! آپ نے تو ایک ماہ کے لیے عہد فرمایا تھا جبکہ ابھی تو انتیس دن ہی گزرے ہیں (یعنی ابھی عہد پورا ہونے میں ایک دن باقی ہے) آپ نے فرمایا: عائشہ! مہینہ کبھی کبھی انتیس کا بھی تو ہوتا ہے۔ (رواہ مسلم کتاب الطلاق باب ۵، (۳۰۹۱)، الکتب ستہ)

﴿میں ناراضگی میں بھی صرف زبان سے آپکا نام چھوڑتی ہوں﴾

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو میں تمہاری ناراضگی کو پہچان جاتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ میری ناراضگی کو کس طرح پہچان جاتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو اپنی بول چال میں یوں کہتی ہو "بسارت محمد" اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو یوں کہتی ہو "لا ورب ابراھیم" اس وقت رب محمد نہیں کہتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کا خیال درست ہے مگر میں ناراضگی کی حالت میں بھی صرف زبان سے آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں آپ کو دل سے نہیں چھوڑتی۔ (رواہ البخاری جلد ۲ کتاب الادب (ص ۸۹۴) مسلم کتاب فضائل الصحابۃ ۲۸۴/۲)

علامہ کرمانی نے حضرت قاضی عیاض کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا صرف زبان سے حضور ﷺ کا نام گرامی چھوڑنا ان کی غیرت کی وجہ سے تھا اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور آپ نے جو یہ بھی فرمایا ہے کہ "میں صرف زبان سے ہی آپ کا نام چھوڑتی ہوں" اس بات کی دلیل ہے آپ کا دل محبت رسول ﷺ سے سرشار رہتا تھا۔ صرف نام چھوڑنا محض ایک فطری جذبے کی بنیاد پر ہوتا تھا جو کہ عورتوں میں کسی کے ساتھ شدید محبت کرنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ (الکرمانی کتاب الادب ۲/۱۸۹۶ حاشیہ ۱)

جنگ جمل سے پہلے……!

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ حضرت ام سلمہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما یہ سب حج کے لیے تشریف لے گئی تھیں۔ جب انہوں نے وہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور بغاوت کے واقعات سے تو سخت غمگین ہوئیں اور آپ مسلمانوں کے باہمی افتراق سے نظام مسلمین میں خلل اور فتنے کے اندیشے سے پریشان تھیں۔

اسی حالت میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت کعب بن عجرہ اور چند دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ معظمہ پہنچ گئے کیونکہ قاتلان عثمان (رضی اللہ عنہ) ان کے بھی قتل کے درپے تھے۔ یہ حضرات اہل بغاوت کے ساتھ شریک نہیں تھے بلکہ یہ حضرات اہل بغاوت کو فتنہ انگیزیوں اور شر پھیلانے سے روکتے تھے۔

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد یہ حضرات جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ طلب کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ تو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یہ مشورہ دیا کہ آپ لوگ اس وقت تک مدینہ طیبہ نہ جائیں جب

تک کہ باقی لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہیں اور وہ ان سے قصاص لینے سے مزید فتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں تو اس وقت تک آپ لوگ بکھر جائیں اور اپنی جگہ جو کر رہیں جہاں اپنے آپ کو مامون سمجھیں، جب تک کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ انتظام پر قابو پالیں اور ہم لوگ جو کچھ کوشش کر سکتے ہیں وہ کرو تاکہ یہ لوگ امیر المومنین کے گرد سے ہٹ جائیں اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ ان سے قصاص یا انتقام لینے پر قادر ہو جائیں۔

یہ حضرات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس مشورے پر راضی ہو گئے اور بصرہ جانے کا ارادہ کیا کیونکہ اس وقت بصرہ میں مسلمانوں کے لشکر جمع تھے۔ ان حضرات نے وہاں جانے کا قصد کر لیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا سے بھی درخواست کی کہ انتظام حکومت برقرار ہونے تک آپ بھی ہمارے ساتھ بصرہ میں قیام فرمائیں۔

اور اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں اور مفسدین کی قوت و شوکت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان پر حد شرعی جاری کرنے سے بے قابو ہونا خود نہج البلاغہ کی روایت سے واضح ہے۔ یاد رہے کہ نہج البلاغہ کو شیعہ حضرات مستند مانتے ہیں۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ "حضرت امیر سے ان کے بعض اصحاب و رفقاء نے خود کہا کہ اگر آپ ان لوگوں کو سزا دیں جنہوں نے عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) پر حملہ کیا تو بہتر ہوگا۔ اس پر حضرت امیر نے فرمایا کہ میرے بھائی! میں اس بات سے بے خبر نہیں جو تم کہتے ہو مگر یہ کام کیسے ہو جبکہ مدینہ پر یہی لوگ چھائے ہوئے ہیں اور تمہارے غلام اور آس پاس کے اعراب بھی ان کے ساتھ لگ گئے ہیں۔ ایسی حالت میں ان کی سزا کے احکام جاری کر دوں تو نافذ کس طرح ہوں گے"

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجبوری کا اندازہ تھا تو دوسری طرف یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے مسلمانوں کے قلوب زخمی ہیں اور ان کے قاتلوں سے انتقام لینے میں تاخیر جو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مجبوری دیکھی جارہی تھی اور مزید یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجالس میں بھی شریک ہوتے تھے۔

جو لوگ حضرت امیر المومنین کی مجبوری سے واقف نہ تھے ان کو اس معاملہ میں ان سے

بھی شکایت پیدا ہو رہی تھی۔ ممکن تھا کہ یہ شکوہ و شکایت کسی دوسرے فتنے کا آغاز بن جاتے اس لیے دونوں کو مطمئن کرنے کے لیے اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو قوت پہنچا کر نظم مملکت کو مستحکم کرنے اور باہمی شکوہ و شکایت کو رفع کر کے اصلاح بین الناس کے ارادے سے ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بصرہ کے سفر کا ارادہ کیا۔ اس سفر میں آپ کے محرم بھانجے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ ان کے ساتھ تھے اور بصرہ کے سفر کا مقصد خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان فرمایا تھا۔

ایسے شدید فتنے کے وقت اصلاح بین المومنین کا کام جس قدر اہم دینی خدمت تھی وہ بھی ظاہر ہے اس لیے اگر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بعض محارم کے ساتھ اور پردہ کے ساتھ اس سفر میں اختیار فرمایا تو اس کو جو شیعہ اور روافض نے ایک طوفان بنا کر پیش کیا ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے حکم قرآن کی خلاف ورزی کی اس کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟ (تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۱۴۵)

﴿ واقعہ جنگ جمل ﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ادائیگی حج کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی تھیں کہ آپ کو خلیفہ سوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت کی خبر ملی آپ بہت رنجیدہ ہوئیں۔ ماہ محرم میں عمرہ کر کے واپس لوٹنے کا ارادہ تھا کیونکہ عمرہ کی ادائیگی کے بعد واپس ہونے لگیں اور مقام سرف تک پہنچیں تو ان کو عبید بن ابی سلمہ ملے آپ انہیں دیکھ کر خوش ہوئیں اور فرمایا کہ تم بہت اچھے وقت میں آئے ہو انہوں نے کہا کیا آپ جانتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے اور مدینہ طیبہ آٹھ دن تک بغیر خلیفہ کے رہا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا کہ پھر ان لوگوں نے کیا کیا؟ انہوں نے بتایا کہ تمام اہل مدینہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں لیکن اس وقت باغیوں کی جماعت مدینہ طیبہ میں غالب آ گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ لوٹ گئیں۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر آپ مسجد حرام کے دروازے پر اتریں اور حطیم میں جانے کا ارادہ

کیا چنانچہ لوگوں نے وہاں پردے کا انتظام و انصرام کر دیا۔

جب ام المومنین رضی اللہ عنہا حطیم میں پہنچیں اور سب لوگ جمع ہو گئے تو (آپؓ نے) ان سب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے لوگو! مختلف شہروں اور مختلف چشموں کے فتنہ پردازوں اور اہل مدینہ کے غلاموں نے مل کر اس شہید امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ بے سروپا الزام لگایا تھا کہ یہ امیر فتنہ پردازی کر رہا ہے اور اس نے ایسے کم عمروں کو حاکم بنایا ہے جن کے ابھی دانت بھی نہیں نکلے حالانکہ ان نو عمروں کو اس سے قبل بھی استعمال کیا جا چکا ہے اور بہت سے مواقع پر ان نو عمروں نے ان کی حفاظت بھی کی ہے اور یہ ایسے امور ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں اور ان امور کی ان نو عمروں کے علاوہ کوئی اور اصلاح نہیں کر سکتا تھا لیکن یہ فتنہ پرداز ان کے پیچھے لگ گئے اور ان سے ان کے عہدے کو چھین لینے کا ارادہ کیا اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ اس سے ہمارا مقصد "اصلاح" ہے اور جب انہیں اس فتنہ پردازی کا کوئی عذر نہ مل سکا اور نہ وہ کوئی عیب و نقص ثابت کر سکے تو سرکشی اور بغاوت پر اتر آئے اس طرح لوگوں پر ان کے اقوال و افعال کا تضاد عیاں ہو گیا نیز انہوں نے وہ خون بہایا جس کا بہانا حرام تھا اور انہوں نے اس خون کو بہا کر ایک قابل احترام شہر کو خونریزی کے لیے حلال کر لیا اور وہ مال جس کا لینا حرام تھا وہ لوٹ لیا۔ اور جس ماہ کسی کافر تک کا خون بہانا حرام تھا اور جس ماہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مقدس اور معزز بنایا تھا اسے انہوں نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خون کے لیے حلال کر دیا اس ماہ کی حرمت تک کا پاس اور لحاظ نہ کیا۔

خدا کی قسم! اگر ان قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہ) جیسے لوگوں سے زمین کے تمام طبق بھی بھر دیے جائیں تو بھی ان سب لوگوں کے مقابلے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک انگلی بھی بہتر ہے۔ میں تم لوگوں کے اس اجتماع سے ان باغیوں کے خلاف مدد چاہتی ہوں تا کہ انہیں سزا دی جا سکے"

اس تقریر کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عسکر نامی اونٹ پر سوار کرایا گیا وہ اونٹ یعلیٰ بن امیہ نے ۲۰۰ دینار میں خریدا تھا اس تیاری کے بعد لشکر نے کوچ کیا۔

ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کی روانگی کی اطلاع مل چکی تھی انہوں نے سہل بن حنیف انصاری کو مدینہ طیبہ پر امیر متعین کیا اور خود لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

باہمی فتنوں اور جھگڑوں کے وقت جو صورتیں دنیا میں پیش آیا کرتی ہیں ان سے اہل بصیرت و تجربہ غافل نہیں ہوتے اور یہ دور بیں ایسے معاملات میں رہتے ہیں جو مسلمانوں میں غلط فہمیاں پیدا کر کے مسلمانوں میں باہمی سب و شتم بلکہ قتل و جدال تک کا ذریعہ بنتے رہتے ہیں۔ یہاں بھی یہی صورت درپیش تھی کہ مدینہ طیبہ سے آئے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب بصرہ ہونا انھیں اور مفسدین نے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے سامنے صورت بگاڑ کر اس طرح پیش کیا کہ یہ سب اس لیے بصرہ جا رہے ہیں کہ وہاں سے لشکر ساتھ لے کر آپ کا مقابلہ کریں اگر آپ اسے روکتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ اس فتنہ کو آگے بڑھنے سے پہلے ہی ختم کر دیں۔

حضرت حسن و حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن جعفر و حضرت عبداللہ بن عباس جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس رائے سے اختلاف بھی کیا اور مشورہ دیا کہ آپ ان سے مقابلہ پر لشکر کشی اس وقت تک نہ کریں جب تک صحیح صورت حال معلوم نہ ہو جائے مگر کثرت دوسری طرف رائے دینے والوں کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرف مائل ہو کر لشکر لے کر نکل آئے اور یہ حضرات بھی بضرورت آپ کے ساتھ نکل پڑے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ سے روانہ ہوئے اور مقام ربذہ پہنچے تب آپ کو اس بات کی اطلاع ملی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر آگے بڑھ چکا ہے تو آپ نے دوسری اطلاع آنے تک اسی مقام پر قیام فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جمال عرنی بیان کرتے ہیں کہ چلتے چلتے جب ہم حواب کے چشموں تک پہنچے تو وہاں کتے ہمیں دیکھ کر بھونکنے لگے تو لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ یہ کونسا چشمہ ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ چشمہ حواب کے نام سے مشہور ہے۔

عرنی بیان کرتے ہیں کہ میرا یہ جواب سن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زور سے چیخیں اور اپنے اونٹ پر زور سے چابک مار کر اسے بٹھایا اور فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی

ازواج سے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے کہ جس پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ "اے لوگو مجھے واپس لے چلو آپ نے یہ بات تین دفعہ فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اونٹ کو بٹھایا۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو تیز کر دیا۔ اور وہ سب واپس لوٹ گئے حتیٰ کہ جب اگلا روز آیا اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور چیخ کر بولے: بچاؤ بچاؤ!

خدا کی قسم! حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر تمہارے سروں پر پہنچ چکا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے لشکر والے آگے بڑھ کر مربد کے مقام پر پہنچ گئے۔ اور بالائی جانب سے مربد میں داخل ہو گئے اور وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ ادھر عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کے مقابلے میں نکل پڑے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ مربد کے دائیں جانب کھڑے تھے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تقریر کے لیے آگے بڑھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور فضیلت کا تذکرہ کیا۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تقریر شروع فرمائی اس وقت ان کی آواز نہایت بلند تھی جیسے ایک صاحب جلال عورت کی ہونی چاہئے ان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ عثمان ابن حنیف کے ساتھیوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ چنانچہ اگلی صبح بیت المال کے سامنے جنگ شروع ہو گئی اور صبح سے زوال تک جنگ نہایت شدت سے جاری رہی۔ اس جنگ میں عثمان ابن حنیف کے بہت سارے ساتھی قتل ہوئے اور فریقین کے بہت سارے لوگ بھی زخمی ہوئے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کے منادی جنگ بندی کا اعلان کر رہے تھے۔ لیکن کسی نے بھی ان کے اعلان پر کان نہ دھرا بلکہ مخالفین کو بدستور قتل کرتے رہے حتیٰ کہ ان کو سب کو خاک وخون میں نہلا کر دم لیا۔

جب عثمان ابن حنیف کی لشکر کی کمر ٹوٹ گئی تو انہوں نے صلح کے لیے پکارنا شروع کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر نے ان کی صلح کی درخواست قبول کر لی۔ اس کے بعد

کچھ کشتی واقعات ہونے مثلاً عثمان ابن حنیف کا قید ہونا، قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل وغیرہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت ذی قار میں قیام پذیر تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قعقاع بن عمر رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں حضرت عائشہ کی طرف رضی اللہ عنہا بطور قاصد کے روانہ کیا تا کہ وہاں سے صلح کے بارے میں بات چیت کریں۔

حضرت قعقاع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور ان سے عرض کیا کہ ام المؤمنین! کہ آپ کے یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہوا؟ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "ای بنی الاصلاح بین الناس" یعنی میرے پیارے بیٹے! میں اصلاح بین الناس کے ارادے سے یہاں آئی ہوں۔ پھر حضرت طلحہ اور زبیر کو بھی قعقاع رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بلا لیا۔ قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں انہوں نے عرض کیا کہ قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ پر حد شرعی جاری کرنے کے سوائے ہم کچھ نہیں چاہتے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھایا کہ تم لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے چھ سو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر چکے ہو جنگ سے زبردست تباہی آئے گی اس کام کے لئے سکون واطمینان کی ضرورت ہے یہ کام تو اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مسلمانوں کی جماعت منظم اور مستحکم نہ ہو جائے۔ نظم وسکون پیدا ہونے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص خود لیں گے۔ اس لیے آپ حضرات پر لازم ہے کہ اس وقت آپ مصالحت کی صورت اختیار کر لیں۔ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی یہی خیالات ہیں تو ہم مصالحت پر آمادہ ہیں۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے جا کر امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی وہ بھی بہت مسرور اور مطمئن ہو گئے لوگوں نے اعلان صلح کی وجہ سے نہایت بے فکری سے رات گزاری اور سب لوگوں نے واپسی کا قصد کر لیا اور تین روز اس میدان میں قیام اسی حال پر رہا کہ کسی کو اس میں شک نہیں تھا کہ اب دونوں فریقوں میں مصالحت کا اعلان ہو جانے گا اور چوتھے دن صبح کو یہ اعلان ہونے والا تھی اور حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی ملاقات

حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہونے والی تھی۔

مگر وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور ان کے قتل میں شریک کار تھے پوری رات آپس میں مشورہ کرتے رہے حتی کہ ان سب نے یہ فیصلہ کیا کہ خاموشی کے ساتھ جنگ چھیڑ دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ تم اول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جماعت میں پہنچ کر قتل و غارت گری شروع کر دو تاکہ وہ اور ان ساتھی یہ سمجھیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے عہد شکنی ہوئی اور یہ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر پر ٹوٹ پڑیں۔

یہ شرپسند اپنے منصوبے کے تحت صبح کے اندھیرے میں لشکر سے رازداری کے ساتھ نکلے اور جو لوگ جس قبیلے کے تھے وہ اپنے اپنے قبیلے کی طرف گئے اور ان پر حملہ کر دیا اس اچانک حملے سے ایک شور مچ گیا اور ان کی شیطانی چال چل گئی اہل بصرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر اور دیگر قبائل نے اپنے اپنے حامیوں کو پکارنا شروع کر دیا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جماعت پر حملہ ہو گیا ہے اور وہ یہ سمجھنے میں معذور ہو گئے کہ یہ حملہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف سے ہوا ہے اس کی جوابی کاروائی شروع ہو گئی۔

سبائی برابر جنگ بھڑکا رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے چلا چلا کر فرمایا کہ تم اپنے ہاتھ روک لو اور گھبرانے کی بات نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ ماجرا دیکھا کہ جنگ کی صورت نہیں تھم رہی تو قتال کے سوا چارہ نہ رہا۔

کعب بن ثور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ میدان جنگ میں چلئے شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے صلح کروا دے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ڈولی میں سوار ہو گئیں اور وہ ڈولی زرہیں چڑھا کر عسکر نامی اونٹ پر رکھ دی گئی۔

ادھر جنگ زوروں پر تھی جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال دیکھا تو کعب کو حکم دیا کہ قرآن مجید اٹھا کر لاؤ، اور ان لوگوں کو کتاب اللہ کی دعوت دو کعب قرآن حکیم لے کر آگے بڑھے اور مخالفین کے سامنے سے گزرے۔ لشکر علی رضی اللہ عنہ میں سب سے آگے سبائی تھے اور وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ صلح ہو چنانچہ وہ سب کعب کے سامنے آ گئے۔

اور لوگوں سے فرمایا اے میرے بیٹو! ہم جلد بازی میں ایک دوسرے کے خلاف کھڑے ہو گئے آئندہ ہمارے ان اختلافات کے باعث کوئی شخص ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ خدا کی قسم! میرا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شروع سے اختلاف تھا لیکن یہ اختلاف اسی قسم کا تھا جیسے ساس اور داماد کا ہوتا ہے حقیقت میں علی (رضی اللہ عنہ) میرے نزدیک نیک آدمی ہیں۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا

اے لوگو! خدا کی قسم! ام المومنین رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا اور ٹھیک بات کی ہے میرا اور ان کا اختلاف واقعی اسی قسم کا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔

اس خطاب کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کئی میل تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیدل چھوڑنے آئے اور پھر اپنے صاحبزادوں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ ایک ایک دن ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دینے کے بعد واپس آئیں۔

غرض مفسدین و مجرمین کی شرارت اور فتنہ انگیزی کے نتیجے میں ان دونوں مقدس گروہوں میں غیر شعوری طور پر قتال کا واقعہ پیش آگیا اور جب ختم ہوا تو دونوں ہی حضرات اس پر سخت غمگین ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ واقعہ یاد آجاتا تو اتنا روتی تھیں کہ ان کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا اسی طرح حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اس واقعہ سے سخت صدمہ پیش آیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فتنہ ختم ہونے کے بعد مقتولین کی لاشوں کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے تو اپنی رانوں پر ہاتھ مار کر یہ فرماتے کہ کاش میں اس واقعہ سے پہلے مر کر نسیاً منسیاً ہو گیا ہوتا !

اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا جب قرآن مجید کی آیت پڑھتیں "وقرن في بيوتكن" تو رونے لگتیں۔ یہاں تک کہ ان کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔

آیت مذکورہ پڑھنے پر رونا اس لیے نہ تھا کہ آپ نے اپنی طبیعت کی خلاف ورزی کی ان کے نزدیک گناہ بھی یا سفر ممنوع تھا بلکہ گھر سے نکلنے پر جو واقعہ ناگوار اور حادثہ شدیدہ پیش آ گیا اس پر طبعی رنج و غم اس کا سبب تھا۔ (روح المعانی، تاریخ طبری، تاریخ ابن کثیر، بحوالہ معارف القرآن)

واقعہ تحریم

حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک بنیادی پہلو عدل و انصاف کے قیام کے حوالے سے بھی نہایت نمایاں اور زندہ و جاوید ہے۔ یہی وجہ تھی کہ سیرت مبارکہ کا دامن زندگی کے ہر ہر موڑ پر عدل و انصاف اور توازن سے معمور اور بھرپور دکھائی دیتا ہے۔

عدل و انصاف کا پہلو جس طرح زندگی کے باقی لمحات میں نمایاں ہے اسی طرح یہ شان ازدواجی زندگی کے حوالے سے بھی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ آپ نے ساری زندگی اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں وہ مثالی عدل و انصاف قائم رکھا کہ کوئی فرد و بشر چراغ رخ زیبا لے کر بھی اس کی نظیر پوری تاریخ انسانیت میں تلاش کرنا چاہے تو اس عدل و انصاف کی مثل و نظیر نہیں پا سکتا۔

حضور اقدس ﷺ کا معمول مبارک نماز عصر کے بعد تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس خبر گیری اور حال احوال دریافت فرمانے تشریف لے جایا کرتے تھے اور یہ معاملہ بھی سب ازواج رضی اللہ عنہن کے ساتھ یکساں طور پر ہوتا تھا۔

لیکن اتفاق سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں چند روز تک معمول سے زیادہ دیر تک تشریف فرما رہے جبکہ دوسری طرف تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اوقات مقررہ پر آپ کی آمد کی منتظر رہتیں۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے کسی عزیز نے ان کے لیے شہد بھیجا تھا چونکہ آنحضرت ﷺ کو شہد بے حد مرغوب تھا لہٰذا حضرت زینب رضی اللہ عنہا روزانہ آپ کی خدمت میں شہد پیش کرتی تھیں اور اسی وجہ سے آپ کی معمول کی تشریف آوری میں تاخیر ہوتی ہے۔

آقائے دو جہاں ﷺ کی تشریف آوری میں چند لمحے کی تاخیر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو کہاں برداشت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک آپ کے ساتھ گزرا ہوا ایک ایک لمحہ پوری کائنات سے زیادہ قیمتی تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہن سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا کہ اس کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کو بو سے سخت نفرت تھی۔ شہد کی مکھیاں جس قسم کا رس پھول سے چوستی ہیں اس نوعیت کی لذت اور بو شہد میں پائی جاتی ہے اور عرب میں مغافیر قسم کا ایک پھول تھا جس میں بو پائی جاتی تھی۔ اور جب شہد کی مکھیاں اس پھول کا رس چوستی تھیں تو شہد میں بھی مغافیر کی بو پیدا ہو جاتی تھی۔

اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہما کو یہ سمجھا دیا کہ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائیں تو تم پوچھنا کہ یارسول اللہ! آپ کے منہ سے یہ کیسی بو آرہی ہے؟ جب آپ یہ فرمائیں گے کہ میں نے تو شہد کھایا ہے تو تم کہہ دینا کہ شاید وہ شہد مغافیر کا تھا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو شہد پیا ہے۔ ان بی بی نے عرض کیا شاید کوئی مکھی مغافیر کے درخت پر بیٹھی ہوا اور اس کا رس چوسا ہو اس وجہ سے شہد میں بھی بو آنے لگی ہے۔ آپ تو بدبو کی چیزوں سے بہت پرہیز فرماتے تھے اس لئے آپ کے دل میں شہد سے کراہت پیدا ہوگئی اور آپ نے قسم کھالی کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا اور اس خیال سے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی دل شکنی نہ ہو آپ نے اس عہد کے اخفاء کی تاکید فرمائی۔

اس واقعہ کے بعد اللہ رب العزت نے بذریعہ وحی اپنے حبیب ﷺ کو اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا:

"یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم واللہ مولکم وھو العلیم الحکیم" (التحریم:۱،۲)

(ترجمہ) "اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے تجھ پر حلال کیا ہے اپنی عورتوں کی رضامندی کے لئے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اس نے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے اور اللہ تمہارا مالک و آقا ہے اور وہی سب کچھ جاننا اور حکمت والا ہے۔"

معارف القرآن (بخاری کتاب الطلاق (۷۹۸/۲) کتب عشرۃ حسنہ باب الطلاق (۹۷۵/۱)

جب رسول اکرم ﷺ نے احرام باندھنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی۔ جب آپؐ مقام سرف پر پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماہواری شروع ہوگئی۔ آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب پہنچے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو روتے ہوئے دیکھا۔

رسول اکرم ﷺ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کی تمام بیٹیوں کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ (یعنی رونے کی کوئی بات نہیں ہے اور جہاں تک حج کے افعال کا تعلق ہے تو) تو وہ سب کام کرتی رہو جو باقی حج کرنے والے کرتے ہیں سوائے طواف کے اور جب پاک ہو جاؤ تو طواف بھی کرلو۔

رواہ البخاری کتاب الحج (۱۵۹۰) و ابوداؤد کتاب المناسک (۱۷۸۲) و النسائی کتاب الحج (۲۷۶۳)

واقعہ تخییر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ان کا نان نفقہ بڑھایا جائے۔ یہ کسریٰ و قیصر کی بیویاں طرح طرح کے زیورات اور قیمتی لباسوں میں ملبوس ہیں، اور ان کی خدمت کے لئے کنیزیں ہیں، اور ہمارا حال فقر و فاقہ کا آپ دیکھتے ہیں اس لئے اب کچھ تو سخاوت سے کام لیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے یہ مطالبہ سنا کہ ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو بادشاہوں اور دنیاداروں میں ہوتا ہے تو آپؐ کو اس سے بہت رنج ہوا کہ انہوں نے بیت نبوت کی قدر نہ پہچانی۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اس کا خیال نہ تھا کہ اس سے آپؐ کو ایذا پہنچے گی۔

چنانچہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کا نزول فرمایا جنہیں "آیات تخییر" کہا جاتا ہے

"یایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلا و ان کنتن تردن اللہ و رسولہ و الدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنت منکن اجرا عظیما۔" (الاحزاب: ۲۸، ۲۹)

(ترجمہ) "اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجئے تم اگر دنیوی زندگی اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال و متاع دے دیتا ہوں اور تمہیں خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں گا اپنی سنت کے موافق طلاق دے دونگا۔ اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو چاہتی ہو اور عالم آخرت (کی فلاح و کامیابی کو) چاہتی ہو تو تم میں نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے (آخرت میں) اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے"

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت تخییر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے اعلیٰ رو اعلان کی ابتداء مجھ سے فرمائی اور آیت سنانے سے پہلے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں مگر تم اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا، بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ آپ کی مجھ پر خاص عنایت تھی کہ مجھے والدین سے مشورہ کے بغیر اظہار رائے سے آپؐ نے منع فرمایا کیونکہ آپؐ کو یقین تھا کہ میرے والدین مجھے کبھی یہ رائے نہ دیں گے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے مفارقت اختیار کرلوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ آیت سنی تو فوراً عرض کیا کہ

"کیا میں اس معاملے میں اپنے والدین سے مشورہ لینے جاؤں؟ میں تو اللہ کو اور اس کے رسول (ﷺ) کو اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب سن کر آپؐ کے چہرۂ انور پر خوشی و مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے پھر باقی سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی یہی جواب دیا اور کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کی زوجیت کے مقابلے میں دنیا کی فراخی کو قبول نہ کیا۔

(رواہ البخاری بخاری کتاب التفاسیر ۲۲۸/۸ و مسلم)

حضرت عائشہؓ کا اولاد کی خواہش کرنا

ایک دن رسول اقدس ﷺ اپنے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور خوشی خوشی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا

تا کہ وہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ میں آنحضرت ﷺ کی مشابہت کا مشاہدہ کر سکیں۔

ادھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اے کاش! اللہ تعالیٰ میرے بطن سے بھی اولاد پیدا فرما دیں تا کہ رسول اللہ ﷺ اسے بھی پیار کریں اور میرا رتبہ بھی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے آپ ﷺ کی نگاہ میں بڑھ جائے۔ یہ سوچ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شدت تمنا سے رونا آ گیا لیکن آپ نے اپنے آنسو ضبط کر لئے۔

آنحضرت ﷺ نے اس بات کو محسوس فرمایا اور ان کی زنانہ طبیعت پر ناراض ہوئے۔

(قصص القرآن)

﴿حضرت عائشہؓ کی کنیت﴾

کنیت عرب میں شرافت کا نشان تھی اس وجہ سے ہر خاص و عام اپنی کنیت رکھتا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چونکہ کوئی اولاد نہ تھی اس لئے ان کی کوئی کنیت بھی نہ تھی۔ آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو انہیں اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ آپ ﷺ نے نومولود بچے کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور یہ پہلی چیز تھی جو پیدائش کے بعد بچے کے پیٹ میں گئی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری تمام سہیلیوں کی کنیتیں ہیں آپ میری بھی کنیت مقرر فرما دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا تم بھی اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام کی کنیت رکھ لو۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کنیت "ام عبداللہ" رکھ لی جو آپ کی وفات تک رہی۔ (رواہ الترمذی، کتاب تفسیر القرآن (۳۳۲۰) معارف القرآن (۱۳۶/۷، ۱۲۸/۱۷))

﴿رسول اکرم ﷺ کا مرض وفات میں دینار صدقہ کرنا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے اپنے مرض وفات میں ایک دن مجھے حکم دیا کہ ہمارے گھر میں جو سونے کے دینار رکھے ہوئے ہیں انہیں صدقہ کر دو۔ میں آپ ﷺ کے مرض کی شدت کی وجہ سے پریشان تھی اس لیے حکم پر فوری عمل نہ کر سکی۔

جب آپ ﷺ کو کچھ افاقہ ہوا تو پوچھا کہ تم نے ان دیناروں کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے مرض کی شدت کی وجہ سے مشغول ہو گئی تھی (اس لئے صدقہ نہیں کر سکی) آپ

سیدنا صدیق اکبرؓ کی امامت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کے مرض نے شدت اختیار کرلی تو ایک دن صبح کی نماز میں لوگ آپ کے منتظر تھے آپ نے کئی دفعہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن ہر دفعہ غش آ گیا (اور آپ نہ اٹھ سکے) آخر آپ نے حکم فرمایا "ابوبکر امامت کریں"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے خیال ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کی جگہ جو شخص کھڑا ہوگا لوگ اس کو منحوس اور ناپسندیدہ تصور کریں گے اس لیے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابوبکر بہت رقیق القلب ہیں ان سے یہ کام نہ ہو سکے گا اور وہ روویں گے (یعنی رونے کی وجہ سے امامت نہ کروا سکیں گے) لیکن آپ نے یہ سننے کے باوجود دوبارہ یہی ارشاد فرمایا تو میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم عرض کرو انہوں نے بھی حضور ﷺ سے یہی درخواست کی (کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کیسے جماعت کرائیں گے ان پر گریہ طاری ہو جائے گا) تو آپ نے فرمایا تم عورتیں یوسف (علیہ السلام) کو دھوکہ دینے والیاں ہو کہہ دو کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) امامت کریں چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہی امامت کروائی اور سب لوگوں نے آپؓ کی امامت میں نماز ادا کی۔ (رواہ البخاری باب مرض ۲)

حضرت عائشہؓ کی ایک عظیم فضیلت

رسول اللہ ﷺ کا مرض وفات شدت اختیار کرچکا تھا اور سرور کائنات ﷺ اس دار فانی کو داغ مفارقت دینے والے تھے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ ان سے ٹیک لگائے ہوئے جلوہ افروز تھے۔

اسی اثناء میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ مسواک لئے حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں داخل ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے مسواک کی طرف دیکھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مزاج نبوت (ﷺ) سے اچھی طرح آشنا تو تھیں ہی آپ فوراً سمجھ گئیں کہ آپؐ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی سے مسواک لی۔ اور مسواک کو اپنے دانتوں سے نرم کرکے آپؐ کی خدمت اقدس میں پیش کردی آپؐ نے مسواک قبول فرمائی اور تندرست آدمی کی طرح مسواک فرمائی۔

بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فخریہ طور پر فرمایا کرتی تھیں تمام بیویوں میں مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری وقت میں بھی میرا جھوٹا اپنے دہن مبارک سے لگایا۔ (بحوالہ صحیح بخاری کتاب المغازی [illegible])

رسول اکرم ﷺ کا حضرت عائشہؓ کی گود میں سر رکھے انتقال فرمانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صحت و تندرستی اور شفایابی کے لئے دعا کر رہی تھیں کہ اچانک رسول اقدس ﷺ نے اپنا دست مبارک جو کہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں تھا کھینچ لیا اور فرمایا: ''اللھم الرفیق الاعلیٰ''

حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ تندرستی کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبر کو مرتے وقت دنیاوی اخروی زندگی میں سے ایک کو قبول کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔

اب جب حقیقت و صداقت کی ترجمان زبان نبوت ﷺ سے یہ الفاظ سنے تو آپ فوراً چونک پڑیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کنارہ کشی اختیار کر کے آخرت کی زندگی کو قبول فرما لیا ہے۔

آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ثواب بھی بقدر تکلیف کے ملتا ہے (یعنی جو تکلیف انسان کو پہنچتی ہے اتنا ہی ثواب بھی ملتا ہے)

اب تک تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو سنبھالے ہوئی تھیں فرماتی ہیں کہ مجھے دفعتاً آپ کے بدن مبارک کا بوجھ محسوس ہوا میں نے آپ کی آنکھوں کی طرف دیکھا تو وہ کھلی ہوئی تھیں۔ آہستگی سے سر اقدس ﷺ کو تکیے پر رکھا اور رونے لگیں۔ بعد میں اسی حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں آپ کا مدفن ہوا۔

(بحوالہ بخاری باب وفات النبی ﷺ کتاب [illegible])

حضرت عائشہؓ کی ایک واعظ کو نصیحت

ابن ابی السائب تابعی مدینہ طیبہ کے واعظ تھے۔ بعض حضرات کی عادت ہوتی ہے کہ وہ مجمع کو گرم کرنے کے لئے نہایت مسجع و مقفیٰ عبارت پڑھا کرتے ہیں اور اپنے

حضرات بھی مسلسل سفارش کرتے رہے اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے سے متعلق حضور اکرم ﷺ کے ارشادات مبارکہ یاد دلاتے رہے اور احادیث میں جو ممانعت آئی ہے وہ سناتے رہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان احادیث مبارکہ کی تاب نہ لاسکیں جن میں کسی مسلمان سے بولنا چھوڑنے پر عتاب وارد ہوا ہے، رو پڑیں اور آخر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو معاف فرما دیا۔ لیکن اپنی قسم کے کفارے میں بار بار غلام آزاد کرتی رہیں یہاں تک کہ چالیس غلام آزاد فرما دیئے۔ پھر بعد میں جب بھی قسم کو توڑنے کا خیال آتا تو اس قدر روتیں کہ دوپٹہ آنسوؤں سے بھیگ جاتا۔ (رواہ البخاری کتاب الادب باب الہجرۃ (۱۹۷/۳))

حضرت عائشہؓ کی حق گوئی

عمرو بن غالب تابعی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمار اور اشتر دونوں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عمار نے سلام عرض کیا: اے امی جان السلام علیک! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا **السلام علی من اتبع الھدیٰ**۔ ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلامتی ہو۔ یہاں تک کہ حضرت عمار نے دو یا تین مرتبہ اسی سلام کو دہرایا۔

پھر عرض کیا: اگرچہ آپ کو یہ بات بری لگے مگر اللہ کی قسم! آپ (رضی اللہ عنہا) ہماری ماں ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ عرض کیا یہ اشتر ہیں تو آپ نے فرمایا تم وہی ہو جس نے میرے بھانجے کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اشتر نے جواب دیا: جی ہاں میں نے ہی ان کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو تو کبھی فلاح نہیں پا سکے گا۔ باقی عمار تم نے رسول اکرم ﷺ سے یہ حدیث مبارک سن رکھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

کسی مسلمان کا خون کسی صورت میں حلال نہیں ہے سوائے تین صورتوں کے۔ پہلی صورت کوئی شادی شدہ انسان زنا کا ارتکاب کرے، یا کوئی اسلام کے بعد ارتداد اختیار کرے، یا کسی کو قتل کرنے کے بدلے میں قصاصاً اس کو قتل کیا جائے۔

(رواہ البخاری کتاب الدیات (۹۳۷۰) و مسلم کتاب القسامہ (۱۶۷۵) و الترمذی کتاب الدیات (۱۳۳۳))

حبشیوں کا کھیل دیکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہیں اور ان حبشیوں کو دیکھ رہے جو مسجد میں اپنے نیزوں کے ساتھ جنگی فنون کے مظاہرے کر رہے ہیں تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی چادر مبارک سے ڈھانپا اور آپ حضور ﷺ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان سے ان حبشیوں کو جنگی فنون کے مظاہرے کرتے ہوئے دیکھتی رہیں۔ حضور اکرم ﷺ بھی مسلسل کھڑے رہے حتیٰ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود ہی دیکھتے دیکھتے اکتا گئیں اور واپس لوٹ گئیں۔

رواہ البخاری کتاب الصلوٰۃ (۴۵۵) و مسلم کتاب صلوٰۃ العیدین (۱۴۷۹) و النسائی باب اللعب فی المسجد (۱/ ۲۳۴، ۱۴۸۷)

جبکہ حضرت عبید بن عمیر لیثی تابعی (متوفی ۶۸ھ) کی روایت میں ہے کہ انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ان کے دل میں حبشی غلاموں کو جنگی مظاہرے پیش کرتے ہوئے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے پیچھے کھڑی ہو کر انہیں دیکھنے لگیں۔ رواہ احمد (۶/ ۸۴، ۸۵)

علامہ سندھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حبشیوں کے کھیل دیکھنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد ان کا کھیل دیکھنا تھا نہ کہ ان کے چہروں کی طرف دیکھنا یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت نابالغ تھیں یا یہ واقعہ مردوں کے چہرے کی طرف دیکھنے کی حرمت نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ حاشیہ سندھی نسائی شریف (۳/ ۱۹۶)

چاندی کے دو کنگن.....!

اسلام میں سونا اور ریشم کا استعمال مردوں کے لئے ناجائز اور عورتوں کے لیے جائز ہے لیکن چونکہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں اس قسم کے آرائشی تکلفات اور دولت وحشمت کا اظہار ناپسند تھا اور آپ کی نگاہ ہمیشہ آخرت کی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی طرف مرکوز رہتی تھی۔ اس جب ایک دفعہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سونے

کے کنگن پہن لیے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"عائشہ! میں تمہیں اس سے بہتر کنگن نہ بتاؤں تم ان کنگنوں کو اتار دو اور چاندی کے دو کنگن بنوا کر ان پر زعفران کا رنگ چڑھا دو" (رواہ نسائی، کتاب الزینۃ (۵۱۴۳) الغرب الالبانی)

قصہ ایک رات کا......!

ایک دفعہ رات کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائیں۔ اس زمانہ میں گھروں پر چراغ نہیں جلتے تھے۔ اسی اثناء میں حضور اکرم ﷺ بھی تشریف لائے اور سیدھے ایک جانب کو بڑھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ زینب (رضی اللہ عنہا) ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اس بات پر غصہ آگیا وہ کچھ بول پڑیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے برابر کا جواب دیا۔ باہر مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انہوں نے آوازیں سنیں تو رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ باہر تشریف لے آئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والد کی ناراضگی محسوس کر کے سہم گئیں۔ (تفسیر [illegible])

بچیوں کی تربیت کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس ایک عورت آئی اور اس نے مجھ سے سوال کیا اس عورت کے ساتھ دو بچیاں بھی تھیں اس وقت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہی ایک کھجور اس عورت کو دے دی۔

اس عورت نے کھجور کے ٹکڑے کیے اور دونوں بچیوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا اور خود کچھ بھی نہ کھایا۔ اس کے بعد جیسے ہی وہ عورت گئی نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو پورا ماجرا سنا دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا

جو شخص (مرد و عورت میں سے کوئی بھی) لڑکیوں کی دیکھ بھال اور پرورش میں مبتلا کیا گیا یعنی ان کی خدمت و پرورش کی ذمہ داری اس پر ڈالی گئی اور پھر اس نے ان کے ساتھ

اچھا سلوک کیا تو وہ لڑکیاں اس شخص کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اس کے واسطے آڑ اور رکاوٹ بن جائیں گی۔" (رواہ البخاری، مسلم، مشکوٰۃ المصابیح)

علمی مقام

اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو علمی میدان میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا جلیل القدر صحابہ کرام و تابعین بھی آپ سے مسائل پوچھتے تھے چنانچہ ایک دفعہ حضرت عطیہ اور حضرت مسروقؒ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا اے ام المومنین (رضی اللہ عنہا) رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے دو حضرات ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) تو جلدی افطار کرتے ہیں اور نماز کی ادائیگی میں بھی جلدی کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے صحابی (رضی اللہ عنہ) وہ افطار کرنے میں بھی دیر کرتے ہیں اور نماز پڑھنے میں تاخیر سے کام لیتے ہیں۔ (گویا عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ دونوں میں سے کن صحابی (رضی اللہ عنہ) کا عمل افضل اور درست ہے)

چنانچہ ام المومنین رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کون جلدی کرتا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں کاموں (افطار اور نماز کی ادائیگی) میں جلدی کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ بھی یونہی کیا کرتے تھے۔ (رواہ الترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی تعجیل الافطار [۷۰۲] والنسائی کتاب الصیام [۲۱۵۸])

حضرت امیر معاویہؓ کو نصیحت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مختصر سی نصیحت فرمانے کی درخواست کی۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں لکھا:

"السلام علیکم اما بعد!

میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص انسانوں کی ناراضگی کی

بے پرواہ نہ کرتے ہوئے خدا کی رضا جوئی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا تو خدا تعالیٰ اس کو انسانوں کی ناراضگی کے نتائج سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو خدا تعالیٰ کو ناراض کرکے انسانوں کی رضا مندی کا خواہشمند ہوگا خدا اس کو انسانوں کے ہاتھوں میں سونپ دے گا' والسلام

(رواہ الترمذی ابواب الزہد ۲۳۳۸)

پردے اٹھے جبیں سے ہر شے نکھر گئی ...!

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا سے ایک سوئی ادھار لے رکھی تھی۔ میں اس سوئی سے حضور اقدس ﷺ کا کپڑا سی لیا کرتی تھی۔

ایک مرتبہ اندھیری رات تھی وہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی میں نے اسے بہت تلاش کیا لیکن وہ مجھے کہیں نظر نہ آئی۔ اسی دوران سرور کائنات ﷺ بھی گھر میں تشریف لے آئے تو جونہی آپ گھر کے اندر داخل ہوئے تو آپ کے چہرہ انور کے نور کی شعاؤں سے پورا گھر منور اور روشن ہوگیا اور مجھے اس روشنی میں سوئی دکھائی دینے لگی چنانچہ میں نے مسکرا کر سوئی اٹھالی۔ (تحفۃ الصالحات)

حضرت عائشہؓ کا خواتین پر احسان

بعض اولیاء لڑکی کی رضا مندی کے بغیر جبراً صرف اپنے اختیار سے لڑکی کا نکاح کر دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا۔ عورتوں کی عدالت عالیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارکہ ہی تھا۔ چنانچہ وہ لڑکی جس کے اولیاء زبردستی لڑکی کا نکاح کر دیا تھا وہ اسی آستانے پر حاضر ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف فرما نہیں تھے۔

اس عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ میرے والد (زبردستی) میرا نکاح اپنے بھتیجے کے ساتھ کر دیا ہے تاکہ میرے ساتھ نکاح کرنے سے اس کی حیثیت بڑھ جائے اور اس کا کم رتبہ بلند ہو سکے حالانکہ میں اس نکاح سے ناخوش ہوں۔

سارے جہاں کا درد میرے جگر میں ہے!

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک سائلہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آئی دو ننھی منی بچیاں بھی اس کے ساتھ تھیں۔ اس وقت گھر میں کچھ اور نہ تھا تین کھجوریں تھیں ان کو بلوا کر اس کو دے دیں۔ ایک ایک کھجور ان بچیوں کو دی اور ایک کھجور خود اپنے منہ میں ڈال دی۔

بچیوں نے اپنا اپنا حصہ (ایک ایک کھجور) کھا لیا تو وہ اپنی ماں کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگیں (جیسے ان کو بھوک کی شدت کا شعور ہو رہا ہو کہ ایک ایک کھجور سے بھوک کی آگ کیسے بجھے۔۔۔!)

جب ماں نے بچیوں کی یہ حالت زار دیکھی تو اس کی ممتا نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ ایک کھجور بھی اپنے حلق سے نیچے اتارے اس نے اپنی کھجور بھی منہ سے نکالی اور اس کے دو ٹکڑے کر دیے پھر آدھی آدھی کھجور دونوں بچیوں میں بانٹ دی۔

حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بھی یہ منظر دیکھ رہی تھیں آپ ماں کی محبت کا یہ حسرتناک منظر اور اس کی بے بسی کی کیفیت دیکھ کر بے تاب ہو گئیں اور ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ([illegible] ۲۰۶)

عجیب سزا

ایک دفعہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں لوگوں نے کہا کہ کسی نے آپ پر جادو کیا ہے۔ آپ نے اپنی ایک باندی کو بلایا جب وہ آئی تو اس سے پوچھا کہ کیا تو نے مجھ پر جادو کیا ہے؟ باندی نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے آپ پر جادو کیا ہے۔ آپ نے پوچھا کیوں کیا؟ وہ بولی تاکہ آپ جلد دنیا سے رخصت ہو جائیں تو میں جلدی آزاد ہو جاؤں۔

چنانچہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ اس کو کسی برے کے ہاتھ بیچ دو اور اس کی قیمت سے دوسرا غلام خرید کر کے آزاد کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس باندی کی قیمت سے دوسرا غلام خرید کر آزاد کر دیا گیا۔

(دار قطنی [illegible])

﴿حسنِ معاشرت کی عمدہ مثال﴾

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہاتھ دھو رہی تھیں کہ نبی کریم ﷺ قریب سے گزرے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے محبت سے حضور ﷺ پر پانی کا چھینٹا پھینکا۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی فوراً چلو میں پانی بھر کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر پھینکا اور دونوں مسکرانے لگے، پھر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دیکھو عائشہ! میں نے زیادتی نہیں کی بلکہ بدلہ لیا ہے۔ اور بدلے کا حکم قرآن حکیم میں موجود ہے۔ (ایضاً)

﴿دیگر ازواج مطہراتؓ کو فرمانِ نبویؐ یاد دلانا﴾

رسول اللہ ﷺ کے وصال پر ملال کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اس مال میں سے اپنا حصہ طلب کرنے کے لیے بھیجا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اقدس ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اقدس ﷺ کی دیگر ازواج رضی اللہ عنہن کے اس مطالبے کی تردید کی اور کہا کہ "کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں؟ اور کیا تمہیں علم نہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ:

"ہمارے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے"

آپؓ فرماتی ہیں کہ جب میں نے ان کو یہ بات بتائی تو وہ اپنے مطالبے سے رک گئیں۔

(رواہ البخاری، کتاب الفرائض باب قول النبی لا نورث ما ترکنا صدقہ (ص ۳۰۹))

﴿حضرت عائشہؓ اور عذاب قبر﴾

ایک دفعہ دو یہودی عورتیں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں باتوں باتوں میں انہوں نے کہہ دیا کہ: "خدا تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے بچائے"

حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لئے یہ آواز بالکل نئی تھی چنانچہ آپؓ ان کی یہ بات سن کر چونک پڑیں اور ان سے فرمایا کہ قبر میں عذاب نہ ہوگا۔ پھر تسکین نہ ہوئی اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ان سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپؐ نے فرمایا: یہ حق ہے۔ (رواہ البخاری کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر (۱۸۳/۱))

پھر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کی دعاؤں کو غور سے سنا تو دیکھا کہ آپ عذاب قبر سے بھی پناہ مانگتے ہیں۔

﴿اصول زندگی سکھلائے اس نے اہل عالم کو﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بوڑھی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی تو حضور اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا جثامہ مزنیہ۔ آپ نے فرمایا نہیں آج سے تمہارا نام (جثامہ کے بجائے) حسانہ مزنیہ ہے تم کیسی ہو؟ تمہارا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تم لوگ کیسے رہے؟ اس نے جواب دیا یارسول اللہ! خیریت سے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

جب وہ باہر چلی گئی تو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے اس بڑھیا پر بڑی توجہ فرمائی؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! یہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے زمانے میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور پرانے تعلقات کی رعایت کرنا ایمان میں سے ہے۔ (زرقانی علی المواہب ۔حیاۃ الصحابہ ۲/۱۱۹)

﴿حاکم وقت مروان کے سامنے اعلان حق﴾

مروان مدینہ منورہ کا گورنر تھا اس نے مجمع عام میں خلافت کیلئے یزید کا نام پیش کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اس کی مخالفت کر دی۔ مروان غضبناک ہوا اور ان کو گرفتار کروانا چاہا وہ دوڑ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گھس گئے۔ مروان ان کے گھر میں گھسنے کی جرأت نہ کر سکا۔ وہ کھسیانا ہو کر بولا۔ یہی وہ ہے جس کی شان میں یہ آیت اتری ہے۔ ”والذی قال لوالدیہ اف لکما“

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اوٹ کے پیچھے سے فرمایا ہم لوگوں کی شان میں خدا نے کوئی آیت نہیں اتاری۔ سوا اس کے کہ میری برأت فرمائی ہے۔

(صحیح بخاری تفسیر سورۃ احقاف ۲/۷۱۶)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یزید کی جانشینی سے خوش نہ تھیں۔

(سیرت عائشہؓ ص ۱۵۸)

﴿یارسول اللہ! کیا بدلہ لینا جائز ہے﴾

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک لکڑی کا ٹکڑا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھینکا اتفاق سے وہ ٹکڑا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاؤں پر لگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چوٹ محسوس کی اور زیر لب مسکراتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! کیا بدلہ لینا جائز ہے؟

حضور اقدس ﷺ فوراً پہچان گئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بدلہ لینا چاہتی ہیں تو آپ نے فوراً فرمایا ہاں بدلہ لینا جائز ہے مگر اتفاقی حادثہ پر نہیں۔ (مستدرک حاکم)

﴿سانپ کو مار کر فدیہ ادا کرنا﴾

ایک مرتبہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک سانپ نکل آیا آپ نے اس کو مروا دیا۔ کسی نے کہا کہ آپ نے غلطی کی ہے کیونکہ ممکن ہے یہ کوئی مسلمان جن ہو۔ آپ نے فرمایا اگر وہ مسلمان جن ہوتا تو امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حجروں میں نہ آتا، اس نے کہا جب وہ آیا تھا تو اس وقت آپ پردہ پوشی کی حالت میں تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر متاثر ہوئیں اور سانپ کو مارنے کے فدیہ میں ایک غلام کو آزاد فرما دیا۔ (مسند احمد)

﴿وہ ادائے دلبری ہو کہ......!﴾

رسول اکرم ﷺ ہمیشہ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے اور ہمیشہ ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی میں خود رسول اکرم ﷺ سے روٹھ جاتی تو آپ مجھے مناتے اگر میں صلح نہ کرتی تو آپ فرماتے کہ اچھا اس معاملے میں کسی کو حکم بنا لو۔

ایک دفعہ ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا اور آپ نے فرمایا کہ کیا تمہارے نزدیک عمر (رضی اللہ عنہ) کو حکم بنا لوں۔ میں نے عرض کیا نہیں وہ تو بہت سخت ہیں میں اپنے باپ کو حکم بناتی ہوں۔ چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا وہ حاضر ہوئے کہ مجھے مارنے لگے میں دوڑ کر آپ کی پشت مبارک کی طرف بیٹھ گئی۔

جب میرے والد چلے گئے تو میں پھر آپ سے الگ ہو کر بیٹھ گئی۔ آپ نے مجھے بلایا

تھیں (آنحضرت ﷺ بعض ایسے کیا کرتے تھے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخار، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور کیا گیا ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تم کو وہ کلمات سکھا دوں کہ ان کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ بخار دور کر دے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپؐ وہ کلمات مجھے ضرور سکھائیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہو:

''اللّٰهم ارحم جلدي الرقيق و عظمي الدقيق من شدة الحريق يا ام ملدم ان كنت آمنت بالله العلي العظيم فلا تصدعي الراس ولا تنتني الفم ولا تاكلي اللحم ولا تشربي الدم و تحولي عني الى من اتخذ مع الله الٰها آخر''

(ترجمہ) ''یا اللہ! میری باریک کھال اور چھوٹی چھوٹی ہڈیوں پر رحم فرما کر حرارت کی شدت سے بچا۔ اے ام ملدم! (بخار کا نام) میں خداوند برتر و بہتر سے پناہ چاہتی ہوں کہ تو میرے سر میں درد اور میرے منہ میں بدبو پیدا کرنے میرا گوشت کھانے میرا خون پینے سے مجھے چھوڑ کر ان لوگوں کی طرف چلی جا جو خدا کے سوا دوسروں کو معبود بناتے ہیں۔'' (نیکی)

﴿''عبا'' کا بچھونا﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک انصاری عورت آئی جس نے رسول اللہ ﷺ کا بچھونا دیکھا تو جسے کہ ہوتی ایک ''عبا'' تھی وہ دیکھ کر چلی گئی اور پھر میرے پاس ایک ایسا بستر بھیجا جس میں صوف بھرا ہوا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپؐ نے پوچھا کہ اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک انصاری عورت آئی تھی وہ آپ کا بستر دیکھ کر چلی گئی تھی اور پھر اس نے میرے پاس یہ بچھونا بھیج دیا۔ آپؐ نے یہ بات کہ تین بار فرمایا اس کو واپس کر دو اس کو واپس کر دو، اس کو واپس کر دو۔ مگر مجھے وہ بچھونا اچھا معلوم ہوتا تھا اور میں چاہتی تھی کہ میرے گھر میں رہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اس کو واپس کر دو۔

قسم رب اللہ کی! اگر میں چاہتی تو میرے ساتھ میرا خالق سونے اور چاندی کے پہاڑ چلاتا۔ (طبقات ابن سعد، خصائص کبریٰ)

نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے ہمارے ہاں بکری کی ایک ٹانگ بھیجی۔ میں نے اس ٹانگ کو پکڑا اور حضور ﷺ نے اس کے ٹکڑے کئے۔ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے پکڑا اور میں نے ٹکڑے کئے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے ام المومنین! کیا یہ کام چراغ کی روشنی میں ہوا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر ہمارے پاس چراغ جلانے کے لئے تیل ہوتا تو ہم اسے پی لیتے۔ (طبرانی، حیاۃ الصحابہ)

مجھے کیا غرض نشان سے ۔۔۔!

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وفات سے قبل شدید بیمار ہو گئیں تھیں۔ لوگ عیادت اور تیمارداری کے لئے حاضر خدمت ہوتے کوئی خیریت دریافت کرتا تو آپ فرماتیں اچھی ہوں۔ کوئی آپ کو بشارت سناتا یا آپ کی تعریف کرتا تو فرماتیں اے کاش میں بے جان پتھر ہوتی۔

چنانچہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تشریف لائے، اور حاضری کی اجازت چاہی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خیال ہوا کہ وہ آ کر مجھے تعریف نہ کرنے لگ جائیں۔ لیکن آپ کے بھانجوں نے ان کی سفارش کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے نیک وصالح بیٹوں میں سے ہیں اور وہ آپ کو سلام کرنے حاضر ہوئے ہیں۔ تو آپ نے اجازت دے دی۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ کا ازل سے خطاب ام المومنین ہے آپ رسول اکرم ﷺ کی سب سے محبوب زوجہ تھیں آپ کے

رسول اکرم ﷺ اور دیگر اقربا کے ملنے کے درمیان اتفاقی وقفہ ہے کہ جتنی دیر میں آپ کی روح آپ کے جسم سے نکلے گی آپ رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب زوجہ تھیں اور رسول اللہ ﷺ پاکیزہ چیز سے ہی محبت کر سکتے ہیں۔ لیلۃ الابواء میں آپ کا ہار گم ہو گیا تو رسول اکرم ﷺ اور تمام لوگ وہیں ٹھہرے رہے ان کے پاس پانی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی کہ۔

"فتیمموا صعیدًا طیبًا" (پس تم پاک مٹی سے تیمم کرلو)

اور اس رخصت کے نازل ہونے کی وجہ بھی آپؓ کی ذات گرامی ہی تھی۔ آپ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی آیات نازل کیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابن عباس! تم مجھے اپنی اس تعریف سے معاف رکھو۔ مجھے تو یہ پسند ہے کہ میں کوئی بھولی بسری داستان ہو جاتی۔

(رواہ بخاری کتاب المناقب باب مناقب عائشہؓ ح ۳۷۷۸ / ۵۳۲) مستدرک حاکم)

سیدنا عمر فاروقؓ کے ساتھ ایثار کا معاملہ

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے قدموں کی طرف حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں دفن ہوں لیکن ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے نہ کہہ سکتے تھے۔

آخری وقت میں نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو بھی اس خلش سے بے چین تھے بالآخر اپنے صاحبزادے کو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو میری طرف سے سلام عرض کرو اور درخواست کرو کہ "عمر کی تمنا ہے کہ وہ اپنے رفیقوں کے پہلو میں دفن ہو"

چنانچہ صاحبزادے نے جا کر ساری بات حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے سامنے عرض کی تو آپؓ نے فرمایا: اگرچہ وہ جگہ میں نے خود اپنے لیے رکھی تھی لیکن عمر کے لیے خوشی سے یہ ایثار گوارا کرتی ہوں۔ ان کو میرے حجرے میں رسول اقدس ﷺ کے قدم مبارک کی طرف دفن کر دیا جائے۔

اجازت کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپؓ نے پھر بھی وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ دربارِ نبوی (یعنی حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دہلیز) تک لے جا کر رکھ دینا پھر اجازت طلب کرنا، اگر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اجازت مرحمت فرما دیں تو میرا جنازہ حجرۂ مبارک کے اندر داخل کر دینا اور مجھے وہیں دفن کر دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دوبارہ اجازت طلب کی گئی اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے دوبارہ اجازت دے دی اور جنازہ اندر لے جا کر آپؓ کو رسول اللہ ﷺ کے قدموں کی جانب دفن کر دیا گیا۔ (رواہ البخاری کتاب الجنائز ج ص ۱)

﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آخری حصہ سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا بھی آخری زمانہ ہے، اس وقت ان کی عمر سرسٹھ برس تھی۔ سن ۵۸ھ میں رمضان المبارک میں بیمار ہوئیں چند روز تک علیل رہیں یہاں تک کہ ۱۷ رمضان المبارک بمطابق ۱۳ جون ۶۷۸ء کو نماز وتر کے بعد رات کے وقت اس جہانِ فانی کو خیرآباد کہا۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

آپؓ نے وفات سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ جنت البقیع میں ہی دفن کیا جائے اور مجھے وفات کے بعد فوراً ہی دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپؓ کو رات کے وقت ہی جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔

اس رات جنت البقیع میں جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ لوگوں کا بیان ہے کہ رات کے وقت اتنا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ عورتوں کا اژدحام دیکھ کر روزِ عید کے ہجوم کا دھوکا ہوتا تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان دنوں مدینہ طیبہ کے قائم مقام حاکم تھے انہوں نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور قاسم بن محمد، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن عتیق، عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا۔ (ایضاً)

نمبر	کتاب	مصنف
۲۰۔	فتح الباری	الامام احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)
۲۱۔	الشرح للامام النوویؒ	الامام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ
۲۲۔	تحفۃ الاحوذی	مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ
۲۳۔	العرف الشذی	العلامہ الشاہ محمد انور الکشمیری رحمہ اللہ
۲۴۔	کشف الباری	شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم
۲۵۔	حاشیہ سندھی	الامام ابوالحسن السندی رحمہ اللہ
۲۶۔	البدایہ والنہایہ	العلامہ ابن کثیر القرشی الدمشقی رحمہ اللہ
۲۷۔	سیرت عائشہؓ	العلامہ سید سلیمان الندوی رحمہ اللہ
۲۸۔	حیاۃ الصحابہؓ	العلامہ محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ
۲۹۔	تفسیر معارف القرآن	مفتی محمد شفیع العثمانی رحمہ اللہ